Regd No. P.67 WEEKLY BADR QADIAN رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۷ — شمارہ ۲۴

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ "
ممالک غیر ۱۵ "
فی پرچہ ۱۵ پیسے

ایڈیٹر۔ محمد حفیظ بقاپوری

۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ | ۱۳ احسان ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۱۳ جون ۱۹۶۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان - ۱۱ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۷ احسان کی اطلاع مظہر ہے کہ
"حضور انور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے" الحمد للہ

قادیان - ۱۱ احسان - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ گلے کی تکلیف میں کافی افاقہ ہے۔ آپ کے اہل وعیال بفضلہ تعالےٰ بخیر وعافیت سے ہیں الحمد للہ۔

محترم حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔

قادیان - ۱۱ احسان - ان ایام میں شدید گرمی پڑ رہی تھی لیکن آج صبح ہلکا سا ترشح ہو جانے سے موسم میں خنکی آگئی ہے۔

درخواستِ دعا

مکرم یونس احمد صاحب اسلم درویش تشویشناک طور پر علیل ہیں۔ ہفتہ زیر اشاعت میں ان کی طبیعت بے حد کمزور رہی۔ اکثر بوجہ کمزوری غنودگی کی حالت رہی۔ انتہائی کمزوری کے پیشِ نظر بذریعہ ورید گلوکوز ملائین دیا جا رہا ہے
احباب کرام اس درویش بھائی کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

احبابِ جماعت ہجری شمسی کیلنڈر کو رواج دینے کی پوری کوشش کریں

از جناب ناظر صاحب دعوت وتبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روزمرہ کی زندگی میں دنیا پر سے عیسائیت کے اثرات کو مٹانے کے لئے جو کوششیں فرمائیں ان میں سے سنہ عیسوی کی جگہ سنہ ہجری شمسی کو رواج دینے کی ایک خاص تحریک بھی ہے
فی زمانہ چونکہ سورج کے نظام کے مطابق دنوں، مہینوں اور سالوں کی جنتریاں ہیں اور کاروباری دنیا میں یہی رائج ہیں اس لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نظام شمسی کی بنیاد پر اسلامی کیلنڈر کی تشکیل کی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے شمار کیا گیا اس اعتبار سے جو نظام ہجری شمسی آپؓ نے قائم کیا اس کے رُو سے موجودہ چالو سال ۱۳۴۷ھ ہجری شمسی بنتا ہے
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس جاری فرمودہ نظام ہجری شمسی کو رواج دینے کے لئے ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل تاکیدی ارشادات فرمائے ہیں
۱۔ ہجری شمسی کیلنڈر کو رواج دیا جائے
۲۔ ہر دفتر میں کیلنڈر موجود ہو
۳۔ چٹھیوں پر ہجری شمسی سنہ لکھا جائے
۴۔ عیسوی سنہ اور مہینہ نہ لکھا جایا کرے
۵۔ الفضل پر (اور یہاں کے حالات کے مطابق اخبار بدر، سلسلہ کے دوسرے اخبارات ورسائل ولٹریچر کی اشاعت میں) ہجری شمسی سال بہت نمایاں درج کیا جائے
لہٰذا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس تاکیدی ارشاد کی روشنی میں جملہ احباب جماعت اور جماعتوں کے عہدیداران اور مبلغین کرام کو خاص توجہ دلائی جاتی ہے کہ آئندہ ہجری شمسی کیلنڈر کو رواج دیا جائے۔ ہجری شمسی سنہ کے اعتبار سے بھی سال میں بارہ مہینے ہی ہوتے ہیں اور مہینوں

(باقی صفحہ ۹ پر)

قافلہ برائے شمولیت جلسہ سالانہ ربوہ پاکستان سال ۱۹۶۸ء

احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ ربوہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ فتح ۱۳۴۷ھ ہجری شمسی مطابق ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۸ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ نظارت امور عامہ حسبِ سابق اس سال بھی حکومتِ ہند سے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لئے ۵۰۰ پانچ سو افراد کے قافلہ کی منظوری دئے جانے کی درخواست کر رہی ہے
پریذیڈنٹ صاحبان وامراء کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا اعلان کر دیں۔ اور پھر جو دوست جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے خواہشمند ہوں ان سے درخواستیں لے کر مورخہ ۳۰ جون تک نظارت امور عامہ میں ضرور بھجوا دیں اس تاریخ کے بعد جن احباب کی درخواستیں موصول ہوں گی ان کو قافلہ کی فہرست میں شامل کرنا ممکن نہیں ہو سکے گا۔
احباب کو ایسی درخواستیں نظام جماعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مقامی جماعتوں کے صدر صاحبان یا امرائے کرام کے توسط سے بھجوانی چاہئیں براہ راست آنے والی درخواستوں پر کوئی کارروائی حصولِ اجازت کے لئے نہیں کی جائے گی
نظارت امور عامہ میں جو درخواستیں بھجوائی جائیں ان میں نام۔ ولدیت (اور اگر شادی شدہ عورت ہو تو خاوند کا نام) عمر۔ پیشہ۔ ملازمت مع عہدہ کی تفصیل اور پورا پتہ صاف الفاظ میں تحریر کریں تاکہ فہرست تیار کرتے وقت سہولت رہے
پندرہ سال سے زاید عمر کے لڑکے لڑکیوں کے پاسپورٹ علیحدہ بنوانے ہوتے ہیں اس لئے ان کے بارے میں بھی پوری تفصیلات (نام۔ ولدیت وغیرہ) مذکورہ بالا طریق پر تحریر کریں
پندرہ سال سے کم عمر کے بچوں کا اندراج والدہ یا والد کے پاسپورٹ میں ہوا کرتا ہے ۱۰ ایسے بچوں کے نام اور تاریخ وسنہ پیدائش بھی درج کئے جائیں کیونکہ قافلہ کی فہرست میں بچوں کی تعداد بھی درج کی جاتی ہے
جو دوست قافلہ میں شامل ہو کر جانے کے لئے درخواستیں نظارت امور عامہ میں بھجوائیں ان کو اس امر سے ضرور آگاہ کر دیا جائے کہ انہیں اپنے پاسپورٹ اپنے اپنے ضلعوں اور صوبوں میں بنوانے ہوں گے۔
یہ امر یاد رہے کہ جو دوست اپنے نام قافلہ کی فہرست میں درج نہیں کروائیں گے۔ اگر بعد میں وہ اپنے طور پر پاسپورٹ بنوا بھی لیں گے تو انہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ کے لئے علیحدہ ویزا نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ دفتر ہائی کمیشن پاکستان نئی دہلی اس موقعہ پر صرف قافلہ کی فہرست میں شامل افراد کو ہی ویزے دیتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو انفرادی طور پر ویزے نہیں دیتا

ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا — پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر ــــــــــــ مورخہ ۱۳؍احسان ۱۳۴۷ ہش

تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ اور مسلمان

جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ابھی ۷۸ سال ہی ہوئے ہیں اس قلیل عمر کے باوجود فی زمانہ تبلیغ اسلام کے میدان میں اس نے ایسا نام پیدا کر لیا ہے کہ اب احمدیہ جماعت اور تبلیغ اسلام گویا لازم و ملزوم بن گئے ہیں۔ اس امتیازی شان میں کوئی بھی دیگر اسلامی فرقہ، جماعت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت جماعت کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور اس کی مقبولیت اور وسعت کا یہ عالم ہے کہ آج دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں احمدیت کے نام لیوا موجود نہ ہوں۔ اس وقت بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ احمدیہ جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

اسلام کی باقاعدہ تبلیغ کا جھنڈا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے حکم سے بلند کیا جب کہ زمانہ کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق اس اہم فریضہ کی ضرورت تھی آپ نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ اس زمانہ کا جہاد یہی ہے اور اس سے غفلت کرنا یا اس کی اہمیت کو نہ سمجھنا اسلام کو ضعف پہنچانے کے مترادف ہے۔

جہاد کی اس تشریح کو منوانے کے لئے حضور علیہ السلام کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر اس مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضور نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ حضور نے معقولی دلائل کے ساتھ اس بات کو واضح کر دیا کہ جہاد کے اصل معنے اس جدوجہد کے ہیں جو مخالفین اسلام کی ان تمام مخالفانہ کوششوں کو ناکام بنا دینے کے لئے عمل میں لائی جاتی ہے جن کے ذریعہ وہ منظم طور پر اسلام کو کچل دینا چاہتے ہیں

اسلام کے ابتدائی دور میں چونکہ مخالفین نے اسلام کو مٹانے اور اس کی توسیع و ترقی کو روک دینے کے لئے تلوار اٹھائی۔ اس لئے وقت کے تقاضا کے تحت با مر مجبوری حضرت شارع علیہ التحیۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہؓ نے دفاعی جنگ میں تلوار اٹھائی۔ لیکن ہمارے اس زمانہ میں مخالفت کا رنگ بدل گیا ہے۔ یہ لوگ تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ ناواقف لوگوں کو اسلام سے نفرت دلاتے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسی نہج پر مخالفین اسلام کے مقابلہ کے لئے اتریں اور معقولی دلائل کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کی خوبیاں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اسلام کامل و اکمل مذہب ہے اس کی تعلیمات اپنے اندر معقولی دلائل کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ رکھتی ہیں۔ اس کے محاسن انسانی طبائع کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس طریق پر اسلام کی تبلیغ میں لگ جائیں۔

اس شاندار لائحہ عمل اور مخلصانہ اپیل کے مقابل پر علماء زمانہ نے جو رویہ اختیار کیا وہ پچھلی صدی عیسوی کا ایک افسوسناک المیہ ہے۔ بجائے اس کے کہ علماء کرام اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور پھر عملی رنگ میں اپنی مساعی کو اسلام کی تائید میں لگا دیتے الٹا اس شخص کے پیچھے پڑ گئے جو ان کو صحیح راستے کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ حتیٰ کہ ایک موقعہ پر حضور نے "النصیحہ خیر" کے نام سے ایک اشتہار کے ذریعہ علماء کے سامنے یہ تجویز بھی رکھی کہ آؤ سات سال کے لئے اس بات کا معاہدہ کر لیں کہ آپ لوگ اس عرصہ میں میری مخالفت سے کنارہ کش رہیں اور مجھے پوری توجہ کے ساتھ مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنے دیں۔ اسی عرصہ میں آپ دیکھ لیں گے کہ اس طرح کے مقابلہ میں کس طرح اسلام کو غلبہ حاصل ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ علماء نے حضور کی اس تجویز کو قبول نہ کیا اور مخالفت سے دستکش نہ ہوئے۔ اس کے باوجود حضور نے اپنے کام کو جاری رکھا اور علماء کے اس افسوسناک طرز عمل پر بڑے ہی دردمند دل کے ساتھ فرمایا کہ

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

قربان جائیے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر کہ حالات کس طرح بدلے اور اب وہ وقت بھی آن پہنچا ہے جب خود مسلم علماء کو اپنی اس زبردست غلطی کا شدید احساس ہونے لگا ہے نہ صرف یہ کہ ان پر اسلام کی تبلیغ کی ضرورت و اہمیت ظاہر ہونے لگی ہے بلکہ ایک مدت سے اس فریضہ سے غفلت برتنے اور اس سے لاتعلق رہنے کے نتیجہ میں خصوصیت سے ملک ہند میں ملت اسلامیہ کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اس کا تجزیہ یہ لوگ خود ہی کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن روزنامہ الجمعیۃ دہلی میں پے در پے اس قسم کے مقالات شائع ہو رہے ہیں جیسا کہ الجمعیۃ دہلی کے ہفتہ وار ایڈیشن مجریہ ۲۴ ؍مئی کی اشاعت میں لکھا ہے۔

" انیسویں صدی کے وسط میں ہندوستان میں مسلمانوں کا غلبہ ختم ہونے لگا۔ اس وقت اگر کوئی سوچنے والا یہ سوچتا کہ "ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ کوئی سنت ہم پوری نہیں کر سکے۔ اس لئے ہم پر یہ افتاد پڑی ہے"۔ اگر اس وقت کوئی شخص یہ سوچتا تو ضرور کہیے کہ وہ کسی نتیجہ تک پہنچتا کہ رسول اللہ کی سب سے بڑی سنت جس پر ہندوستان کے مسلمانوں کو عمل کرنا تھا، وہ یہ کہ اس ملک کے غیر مسلم باشندوں کو بھرپور تبلیغ کی جاتی۔ اس معاملہ میں ہم رسول اللہؐ کی سنت پر پوری طرح عمل نہیں کر سکے ہیں۔ کیونکہ آپ کا تو یہ حال تھا کہ سارے لوگوں کو دین اسلام میں سمیٹ لینا چاہتے تھے۔ اور اس معاملہ میں آپ کی بے قراری کا عالم یہ تھا کہ خود خدا کو کہنا پڑا!

لعلک باخع نفسک
ان لا یکونوا مومنین

غور کیجئے اگر اس وقت ہم نے اسی سنت کی تعمیل پر دھیان دیا ہوتا تو کیا ہوتا کروڑوں مسلمان اس ملک کے غیر مسلم باشندوں پر تبلیغ کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ سارے ملک میں ایک نئی ہوا چل پڑتی ...... اس طرح اسلام کو پھیلانے کا کام بھی اگرچہ محض ایک تبلیغی کام تھا مگر خدا کی قدرت سے اس کے اندر ایک عظیم سیاسی نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں جو ممکن ہے سو برس پہلے کے مبلغ کی سمجھ میں نہ آتی مگر آج وہ اتنی کھل کر عیاں ہے کہ ایک معمولی آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے"!

(الجمعیۃ دہلی ۲۴ ؍مئی ۱۹۶۸ء)

دیکھا آپ نے یہ ہے مامور وقت کے الہام الٰہی "ہماری فتح ہوئی ہمارا غلبہ ہوا" کی صداقت کا بیّن ثبوت!! ابھی زیادہ وقت نہیں گذرا صرف ایک صدی کا زمانہ ہی گذرا ہے کہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی غلطیاں طشت از بام کرنے لگی ہیں اور اس بات کا اقرار کرنے لگی ہیں کہ ان کے اسلاف نے وقت کے تقاضا کو نہ پہچانتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے

زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ عین وقت پر خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل نے ان لوگوں کو غلطی پر متنبہ کر دیا اور صحیح راہ کی نشاندہی بھی کر دی مگر افسوس کہ اس آواز کے شنوا نہ ہوئے اور اب کف افسوس مل رہے ہیں ـــــ

اب بھی وقت ہے کہ مسلمان سنبھل جائیں اور تبلیغ کے اہم فریضہ کو صحیح طریق پر چلانے کے لئے میدان عمل میں آئیں۔ مگر یاد رکھیں تبلیغ حق اور دعوت الی الخیر کوئی آسان کام نہیں قدم قدم پر اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنی پڑتی ہے اور مصائب و آلام کے گرداب سے گذرنا پڑتا ہے۔ جب تک دل میں زندہ اور فعال ایمان نہ ہو نہ ہی اس طرح کی قربانی ممکن ہے اور نہ ہی استقامت دکھائی جا سکتی ہے۔ مسلمان اگر تبلیغ اسلام کے اہم فریضہ کو ادا کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے دلوں میں ایسا ہی مضبوط اور پختہ ایمان پیدا کریں۔ اور پھر خدا کا نام لے کر میدان میں نکل آئیں!!

بہر حال حالات میں یہ ایک خوشکن تبدیلی ہے۔ جس کی اسلام کو فی الوقت ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ سبھی مسلمان اس کی اہمیت کو جان جائیں اور جیتے جی دین کے لئے کچھ کام کر جائیں!!

ــــــــــــــــ

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اُس نے جماعت احمدیہ کو مالی قربانیوں کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھنے کی توفیق دی ہے

گزشتہ سال مخلصین جماعت کے لازمی چندوں میں تین لاکھ اسّی ہزار سے بھی زائد کا اضافہ ہوا الحمدللہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنے والوں کو اس دنیا میں بھی برکت دی جاتی ہے اور اُخروی زندگی میں بھی انہیں ابدی جنتیں عطا کی جاتی ہیں

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ [illegible] ہجرت بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کے بعد حضور پُر نور نے آیات

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ

تلاوت فرمائیں اور پھر فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے

اور ہمارے دل اس کی حمد سے لبریز ہیں کہ اس نے جماعت احمدیہ کو مالی قربانیوں کے میدان میں یہ توفیق عطا کی کہ وہ گزشتہ سال (یعنی جو اس اپریل کے آخر میں ختم ہوا) اس سے پہلے سال کے مقابلہ میں لازمی چندوں میں

تین لاکھ اسّی ہزار سے زائد کی مزید قربانی

اپنے رب کے حضور پیش کر سکے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ تغابن میں اس ذکر کے بعد کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تمہاری اپنی جانوں کا ہی اس میں فائدہ ہے۔ فرمایا ہے کہ اگر تم اپنے مالوں میں سے ایک اچھا حصہ کاٹ کر الگ کر دو تو وہ اسے تمہارے لئے بڑھائے گا۔

یہ بڑھوتی اس دنیا میں دو شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور اُخروی زندگی میں اپنے رنگ میں ظاہر ہوگی۔ اس دنیا میں یہ بڑھوتی مال کی بڑھوتی کے رنگ میں بھی ظاہر ہوتی ہے اور اخلاص میں بھی انسان کا قدم آگے بڑھتا ہے کیونکہ یَغْفِرْ لَكُمْ۔ وہ روکیں جو انسان کی راہ میں پیدا ہوتی ہیں اور اس کی روحانی ترقیات کو مسدود کر دیتی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ دُور کر دیتا ہے۔ اور مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر قدر کرنے والی اور شکر گزار اور کون ہستی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ

جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ سب اُسی کا ہے

اور اسی کی عطا ہے لیکن جب وہ اپنے بندوں کو دنیا کے اموال میں سے کچھ دیتا ہے۔ اور اس کے بندے اس کے کہنے پر اس کی رضا کے لئے ان اموال میں سے کچھ واپس کرتے ہیں تو وہ ان کے اس دین کی قدر دانی کرتا ہے اور وہ شکور رب ایک تو بڑھوتی کر کے دنیا میں بھی اور روحانی ترقیات کے سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ اور اُخروی زندگی میں بھی جو زیادتی ہوگی اس کا تخیل بھی یہ مادی دماغ نہیں کر سکتا کیونکہ چند روزہ زندگی کے چند ناقص اعمال اور قربانیاں جو ایک کمزور انسان خدا کے لئے پیش کرتا ہے اس کے مقابلہ میں ابدی جنتیں اسے عطا کی جاتی ہیں۔

اس دنیا میں مختلف رنگ میں یہ بڑھوتی ہوتی ہے اور اس وقت میں ساری جماعت کو عموماً اور اس کے

زمیندار حصّہ کو خصوصاً اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں

کہ گزشتہ ایک دو سال میں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دئے ہیں کہ زمیندار کی آمد پہلے سے تین گنا۔ چار گنا۔ پانچ گنا ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور اس سے بھی بڑھنے کے سامان ہیں۔ اور توقع اور امید ہے پس اگر وہ صحیح طریقوں کو صحیح راہوں کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں اپنے وعدہ کے مطابق زیادہ برکت ڈالے گا۔

لیکن

زمیندار جماعتوں کے افراد دو قسم کے ہوتے ہیں

جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے۔

ایک تو وہ اعراب وہ دیہاتی ہیں۔ گاؤں میں رہنے والے مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں اور جماعت کا قائد اور رہبر انہیں ہر قسم کی قربانیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ان کو اس طرف بھی متوجہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اموال اپنے رب کی راہ میں خرچ کریں تو ایسے لوگ ان میں پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو ایک چٹی سمجھتے ہیں۔ اور ان کے اندر اسلام کی روح ابھی پختہ نہیں ہوتی۔ ان کی طبیعت میں بشاشت پیدا نہیں ہوتی اور وہ ایمان اور نفاق کی سرحد پر کھڑے ہوتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ انہیں ایمان کی طرف کھینچے اور نفاق سے محفوظ رکھے۔) لیکن ان کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مانگا وہ اسی کا تھا۔ شکل ایسی بنا دی کہ اپنی ہی چیز واپس لے کے ہمیں اپنے انعاموں اور رحمتوں کا مستحق وہ قرار دیتا ہے۔ اس سے بھی اگر ہمارے دلوں میں بشاشت پیدا نہ ہو۔ اس سے بھی اگر ہمارے دلوں سے بخل دور نہ ہو۔ اس سے بھی اگر ہم اس کی راہ میں قربانی کو اپنے لئے ہر طرح مفید نہ سمجھیں تو یہ ہماری بدبختی اور ہماری بدقسمتی ہے۔

لیکن دیہاتی باشندے صرف ایسے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایسے بھی ہیں وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دیہاتیوں میں سے

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں

جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔ اس ایمان میں وہ صادق ہوتے ہیں جو ان کی زبان پر ہوتا ہے ان کے عمل اس کی تصدیق کر رہے ہوتے ہیں اور اس پختہ یقین پر وہ قائم ہوتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور حشر کے دن اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور وہ ہم سے ہمارے اعمال کے متعلق پوچھے گا۔ اس لئے جو وہ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ سمجھتے ہیں یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ہم معمولی معمولی عارضی فوائد کی قربانی دے کر

اللہ تعالیٰ کی ابدی رضا

کو ضرور حاصل کریں گے کیونکہ اس کا اس نے وعدہ دیا ہے۔ اور وہ اپنی اس قربانی کو رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کیلئے جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہے بہت سی دعائیں کی ہیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کا ایک لمبا سلسلہ جاری کیا ہے جو قیامت تک ممتد ہے اور وہ رسول کی نیابت میں ان لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور ان کے غموں کو دور کرنے کے لئے دعا اور تدبیر کرتے ہیں اور ان کی خوشیوں میں وہ شریک ہوتے ہیں اور ہر وقت وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ خدا کے یہ پاک بندے روحانیت کی سیر میں کسی ایک مقام پر کھڑے نہ رہ جائیں بلکہ آگے ہی آگے وہ بڑھتے چلے جائیں

تو صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ کا ذریعہ وہ اسے سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس اخلاص کے ساتھ میری راہ میں قربانیاں [illegible] تو تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب ضرور حاصل ہوگا۔ میں تمہیں اپنے قرب سے نوازوں گا اور

اپنے پیار کے جلوے تم پر ظاہر کروں گا

اور اپنی رحمت کے باغوں میں تمہیں لے جاؤں گا اور میری ابدی رضا تمہیں حاصل ہوگی۔ اور اگر میری راہ میں قربانیوں کی وجہ سے دنیا میں کبھی تمہیں کوئی تکلیف بھی پہنچی ہوگی تو وہ تمام تکلیفیں تم بھول جاؤ گے کیونکہ اس کے مقابلہ میں جو تمہیں ملا ہے وہ اس قدر زیادہ ہے، اس قدر عظیم ہے، اس قدر حسین ہے، اس قدر راحت بخش ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا [illegible] جہاں وہ شکور ہے وہ غفور بھی ہے رحیم بھی ہے۔ تمہیں کہا جاتا ہے کہ تم ہر سال سال کی آمد میں سے خدا کی راہ میں کچھ قربانی کرو اچھا مال کاٹ کے اسے دو۔ تو اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رحیم ہوں تمہاری روحانی بقاء اور تمہاری روحانی ترقی کے لئے ضروری

تھا کہ تم سے بار بار قربانیاں لی جائیں اور بار بار اموال مصالحہ کر دئے جاتے تاکہ کبھی [illegible] تم اس دنیا میں اپنے معیار سے نیچے نہ گرتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں [illegible] تم پر بے انتہا رحمت ہوں گا کیونکہ [illegible] تو ایسے خدا کے بندے بھی ہیں جو دیہات میں رہنے والے ہیں۔ دیہاتی جماعتوں کو خصوصاً

مالی قربانی کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے

کیونکہ مجھ پر یہ اثر ہے کہ ان کی تربیت ابھی ایسے رنگ میں نہیں ہوئی کہ وہ مالی قربانیاں اسی بشاشت کے ساتھ اور اس حد تک کر سکیں جو ان کا حق ہے اور جس کے نتیجہ میں وہ زیادہ سے زیادہ اس کی رحمتوں کے وارث بن سکتے ہیں

پس اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جہاں ایسے دیہاتی ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو چٹی سمجھتے ہیں وہاں خدا کے ایسے بندے بھی دیہات میں رہتے ہیں کہ جو میری راہ میں قربانیاں دیتے ہیں اور میرے فضلوں کے وہ وارث بنتے ہیں۔ اور میری مغفرت کی چادر انہیں ڈھانکتی ہے اور میرا رحم بار بار ان کے لئے جوش میں آتا ہے۔ اور ان کے لئے آسائش اور مسرتوں اور آرام کے سامان پیدا کرتا ہے۔

دیہاتی جماعتوں میں سے بھی بہت سی ایسی جماعتیں ہیں جنہوں نے گزشتہ سال چندوں کی طرف توجہ دی۔ اور بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہیں جنہوں نے اپنے بجٹ سے زیادہ چندہ جمع کیا اور یہاں بھجوایا۔ لیکن

بہت سی جماعتیں ایسی بھی ہیں

جو [illegible] بہت پیچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اموال کی ضرورت نہیں۔ اور اموال کے متعلق ہمیں کبھی فکر نہیں ہوا کیونکہ جو خدا کا کام ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ ہمیں فکر تو ان کمزور بھائیوں کی ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قربانیاں دے کر اپنے ان مخلص بھائیوں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان سے پیچھے نہ رہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ ایسے لوگ دیہات میں بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی اس آیت میں فرمایا ہے یہ دیہاتی مخلص، فدائی قربانی دینے والے دوسروں کے لئے نمونہ ہیں جو کمزور ہیں انہیں دیکھنا چاہیئے کہ قربانیاں دینے والوں کے اموال میں اللہ تعالیٰ کس طرح برکت ڈالتا ہے اور اپنی رحمتوں سے انہیں کس طرح نوازتا ہے۔ اور اس نمونہ کو دیکھ کر ان کی غیرت کو جوش آنا چاہیئے کہ ان سے پیچھے نہیں رہنا بلکہ اُن سے آگے بڑھنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ان سے زیادہ حاصل کرنا ہے۔ آپس میں نیکی کی خرید و فروخت میں تم لوگ مقابلہ کرتے رہتے ہو۔ اور بعض دفعہ بلا تمیز حد تک یہ مقابلہ پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ جائز مقابلے جن کی کوئی حدود نہیں ان میں تم کیوں نہیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے

کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہمارے دیہاتیوں کو بھی اور شہر میں بسنے والوں کو بھی یہ توفیق عطا کرے کہ وہ اس کی راہ میں اس کے فرمان کے مطابق اپنا سب کچھ، نفس بھی اور مال بھی قربان کرنے والے ہوں اور خدائے شکور اور خدائے غفور اور خدائے رحیم کے ہر آن جلوے دیکھنے والے ہوں

اللہ تعالیٰ نے

مالی قربانیوں کے متعلق

یہ بھی فرمایا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ الخ کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اور جنہوں نے ہماری آواز کو سنا اور اس پر لبیک کہا ہے تم اس میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ کسی قسم کی خرید و فروخت، نہ دوستی، نہ شفاعت کارگر ہوگی خدا کی راہ میں جو کچھ ہو سکے خرچ کر لو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ حشر کے دن جب ساری مخلوق تمام بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو اس وقت

تین چیزوں کی ضرورت ہوگی

ایک تو کوئی ایسا سودا ہو چکا ہو جو اس دن کام آئے۔ دوسرے کوئی ایسا دوست بنایا جا چکا ہو جو کہ یوم حشر کے دن فائدہ پہنچانے والا ہو اور تیسرے اس دن کوئی سفارش ہو۔ ان تینوں میں سے کوئی چیز یا تینوں جسے حاصل ہو جائیں وہ حشر کے دن شرمندہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کے سامنے اس کی تعریف کرے گا۔ اسے پیار کی نگاہ سے دیکھے گا۔ پیار کا معاملہ اس سے کرے گا۔ اپنی عظمت اور اپنے حسن کے جلوے اسے دکھائے گا۔ اور اسے ایسا سرور بخشے گا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے اس دن کے لئے خرید و فروخت کا سامان پیدا نہیں کیا جن کی ایسے وجود سے دوستی نہیں کہ جو دوستی اس دن کام آ سکے۔ اور جن کا کوئی سفارشی اس دن نہیں وہ تو گھاٹے میں رہے وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جو اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے سے ہچکچاتے اور اسے چٹی سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ایسے حکموں کی نافرمانی کرتے ہیں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں پر بڑا ہی ظلم کیا اور اس کا خمیازہ وہ حشر کے دن بھگتیں گے

اللہ تعالیٰ نے

اس خرید و فروخت کا ذکر

بھی قرآن کریم میں کیا ہے جو حشر کے دن انسان کے کام آتا ہے۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ اور پھر اسی آیت میں فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خرید و فروخت مومنوں سے کی ہے اور وہ یہ ہے کہ مومن اپنی جانیں۔ اپنے نفوس، اپنے اموال خدا کو دے دیں اور خدا کی راہ میں قربان کر دیں اور اللہ تعالیٰ اس کے بدلے انہیں اپنی جنت عطا کرے گا اور یہ ایک ایسا سودا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تم نے بیع کی ہے اس بیع پر خوش ہو جاؤ۔ یہی سودا تھا جو حشر کے دن کے لئے تم کر سکتے تھے اور تم نے کر لیا۔

تو یَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ کا یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کی خرید و فروخت بھی اس دن کام نہیں آئے گی۔

مطلب یہ ہے

کہ یہ لوگ ایسی بیع کی امید لگائے ہوئے ہیں جو اس دن کام نہیں آئے گی۔ وہاں آدمی کے ہاتھ میں تو کچھ ہوگا نہیں۔ مرنے کے بعد یہاں سے کون کچھ لے کر جاتا ہے۔ جو کروڑوں کے مالک ہیں وہ بھی اپنی ساری دولت یہیں چھوڑ کے خالی ہاتھ اس کے حضور پہنچتے ہیں۔ لیکن یہاں بعض ایسے سودے بھی ہوتے ہیں جن کا معاوضہ وہاں دیا جاتا ہے۔ یعنی خرید و فروخت ایسی کہ بیچنے والا اس دنیا میں بیچ دیتا ہے اور اس کے بدلے میں جو چیز اس نے لینی ہوتی ہے وہ اُس دنیا میں حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی خرید و فروخت تو وہاں ہوگی کہ فروخت جو ہے وہ اس دنیا میں ہو جائے (انسان کے لحاظ سے) اور اس کے بدلے میں جو ملنا تھا، وہ حشر کے دن اسے مل جائے۔ لیکن ایک ایسی بیع بھی ہے جو وہاں کام نہیں آتی جس کا نفع اسی دنیا میں دیا جاتا ہے

پھر دوستیاں ہیں۔ اس دنیا میں

بعض لوگ ایسی دوستیاں بناتے ہیں

جو وہاں کام آنے والی نہیں۔ دوست اور ولی اور خلیل تو بعض دفعہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہارے سارے گناہ اٹھا لیں گے۔ تم ہماری ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارو لیکن کون ہے جو خدا کے حضور اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو۔ اور اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ کے خدا کی رضا کی جنت میں لے جائے۔ وہاں تو وہی دوستی کام آ سکتی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہو کہ وہاں وہ کام آئے گی۔ اور وہ دوستی وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ (سورہ شوریٰ آیت ۹) کہ یہ لوگ اس دنیا میں ایسے دوست بناتے ہیں جن کے متعلق سمجھتے ہیں کہ وہ حشر کے دن کام آئیں گے۔ ایسی خستہ سی دوستی حاصل کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ اب بیڑا پار ہے۔ لیکن

ان کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ وہاں کوئی دوستی کام نہ آئے گی۔ سوائے خدا کی محبت اور اس کی دوستی کے۔ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ۔ وہ اکیلا ہی اس دن اور اس کے بعد بھی ان کا ساتھ دے گا۔ یہاں اس نے کچھ آزادیاں دی ہیں۔ اور اس سے منہ موڑنے والے بھی دنیا کی نعمتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس دن یہ کیفیت ہوگی کہ اگر وہ قادر و توانا ہمارا ولی بن جائے اور ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔ اگر ہمیں دوست بنا لے تو پھر ہی ہمیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ دنیا کی دوستیاں وہاں کام نہیں آ سکتیں۔

وَلَا شَفَاعَةٌ پھر سفارش کے ساتھ اس زندگی میں انسان بہت سے کام کروا لیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہاں کوئی شفاعت، کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ سوائے اللہ کی سفارش کے، یا سفارش کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اذن کے۔ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ فرمایا کہ اذن کے بغیر کوئی سفارش مفید نہیں ہو سکتی۔ وہی اللہ کی سفارش ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے اذن سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

اور آپؐ کے مقام کو بلند کرنے کے لئے اور آپؐ کے مقام کو ساری مخلوق کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ آپؐ کو بطور شفیع کے بنی نوع انسان کے سامنے اس دن بھی پیش کرے گا۔ لیکن اصل شفاعت تو اللہ ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ کہ اس کلام مجید کے ذریعہ تو ان لوگوں کو تنبیہ کر جو اس یقین پر پختہ ہیں کہ وہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے اور ان کو یہ خوف ہے کہ کہیں ان کے پاس اس دن سرخرو ہونے کا سامان نہ ہو کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی دوستی اور شفاعت کے علاوہ کوئی دوستی اور شفاعت کام نہ آئے گی

اس لئے قبل اس کے کہ اس دن کا منہ تم دیکھو حشر کے دن خدا کے سامنے پیش ہو ہمارے اس حکم کو سنو اور اس کو یاد رکھو اور اس پر عمل کرو کہ اپنے اموال میں سے اور اپنی قوتوں اور استعدادوں میں سے غرضیکہ ہر اس چیز سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے

اس کی راہ میں خرچ کرو

کیونکہ اس دن خرید و فروخت وہی کام آئے گی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اس دن وہ کام آئے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ

الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ اس کے سوا اس دن کوئی خرید و فروخت کام نہیں آئے گی۔ نہ کوئی مال ہوگا کہ اس دن کوئی خرید و فروخت کی جا سکے دوستیاں کام نہیں آئیں گی۔ پس اپنا تعلق دوستی کا آج پیدا کر لو۔ کہ سوائے اللہ کی دوستی اور اس کے پیار اور اس کی پناہ کے اور کوئی پناہ اور پیار اور دوستی وہاں کام نہیں آ سکے گی۔ وَلَا شَفَاعَةٌ۔ اس دنیا میں جو تمہیں عادت پڑی ہے کہ سفارش کے ذریعہ اپنے لئے وہ چیزیں بھی حاصل کر لو جن کا تمہیں حق نہیں ہے۔ اس قسم کا وہاں ماحول نہیں ہوگا

کوئی شفاعت، کوئی سفارش اس دن کام نہیں آئے گی

سوائے اس شفاعت کے جس کے متعلق آج خدا اعلان کرتا ہے۔ اور جو خود اللہ تعالیٰ کی شفاعت ہے یا وہ جس کو خدا اذن دے اس کی شفاعت بھی قبول ہوگی۔

تو یہ دن بڑا سخت ہے اور یہ حشر کا دن ایسا ہے کہ کوئی تجارت کوئی دوستی کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی۔ اس کے لئے ہم نے خود اپنے لئے تیاری کرنی ہے۔ اگر ہم اس دنیا میں اپنی محبت کے ذریعہ، اپنی بے نفسی کے نتیجہ میں اور اپنی قربانیوں کے ساتھ اپنے رب کو راضی کر لیتے ہیں اور وہ یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ مال میں نے تمہارا قبول کیا اور اس کے بدلے بیچا جو میرے وعدے ہیں تمہارے حق میں پورے ہوں گے جب وہ اس دنیا میں یہ اعلان کر دیتا ہے کہ میں تمہارا دوست اور ولی ہوں۔ جب وہ اس دنیا میں کہہ دیتا ہے کہ گھبرانا نہیں تم میری شفاعت کے سایہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سایہ کے نیچے ہو تب یہ تین چیزیں تمہارے کام آ سکتی ہیں اور تب یہ تین چیزیں تمہارے کام آئیں گی اس کے بغیر، اس کے علاوہ کوئی تجارت کوئی دوستی کوئی شفاعت تمہارے کام نہیں آ سکتی اس لئے اُس دن سے پہلے اِس دنیا میں اپنے

ان تین چیزوں کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کرو

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے وہ ہمارے سَودوں کو قبول بھی کرے وہ ہمارا ولی بھی بن جائے وہ ہمارا شفیع بھی ہو جائے اور اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کی چادر میں ہمیں لے لے اور ہمیں وہ ملے جس کا اس نے اپنے پاک بندوں سے وعدہ کیا ہے اور ہمارے گناہ ہمارے لئے جہنم خریدنے والے نہ ہوں بلکہ اس طرح ڈھانک دئے جائیں کہ اس کے فرشتوں کو بھی خود ہمیں ہی نظر نہ آئیں۔

(الفضل ۱۳ ہجرت ۱۳۴۷ ہش / ۱۳ جنوری ۱۹۶۸ء)

قسط دوم

عالمِ اسلام اور فلسطین

از جناب ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اُورینوی صدر شعبۂ اُردو، پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ

میں اب مسئلے کے اس پہلو کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سلطنت اسرائیل ایک ملکی اور وطنی سلطنت نہیں بلکہ وہ ایک نوآبادیاتی خطہ ہے۔ اس میں یورپ کے یہودیوں کو نوآبادیاتی شہنشاہیت نے لاکر بسایا ہے یہ اسی طرح ایک کالونی ہے جیسے الجزائر، مراکش، سومالی لینڈ جنوبی افریقہ، گوا، پانڈیچری وغیرہ مغربی قوموں کی نوآبادیاں تھیں۔ اسرائیل میں تقریباً ۲۲ لاکھ یہودی بستے ہیں ان میں سے بمشکل دو لاکھ یہودی ایسے ہیں جو اسرائیل کے قیام سے پہلے وہاں توطن اختیار کر چکے تھے۔ اور ۲۰ لاکھ یورپ اور امریکہ کے آوردہ پروردہ یہودی ہیں۔ جنہیں ۱۹۴۸ء سے لیکر اب تک مغربی حکومتوں کے اور کچھ روس کے بھی پروپگنڈا کے تحت اسرائیل میں اپنے اپنے ملکوں سے برآمد کر کے اسرائیل میں درآمد کرایا۔ یہ ۲۰ لاکھ یورپی اور امریکی یہودی ہیں۔ نہ ہے دو لاکھ، ان میں سے بھی غالباً لاکھ سوا لاکھ جو انگریزی انتداب کے زمانہ میں یورپ سے چوری چوری لائے گئے۔ اور جنہوں نے جاہل اور غریب عربوں کے تاریخ ذریخ کے باغ خرید خرید کر انہیں بے در کر دیا۔ مشکلوں سے ایک لاکھ یہودی عرب یہودی کہلا سکتے ہیں۔ بیشک فلسطین ان کا وطن ہے۔ وہ نوآبادکار نہیں۔ ان میں ایک لاکھ یہودیوں کا فلسطین پر وہی حق ہے جو عربوں کا ہے۔ مسلمان ہوں، یہودی ہوں، یا عیسائی ہوں، وہ اگر شام و فلسطین و لبنان کے باشندے ہیں تو وہ گھر ان کا ہے وطن ان کا ہے۔ لیکن فلسطین کا کوئی حصہ ان نوآباد یہودیوں کا ہرگز وطن نہیں جو تقریباً دو ہزار سال سے یورپ کے کسی نہ کسی ملک میں بستے چلے آ رہے ہیں۔ اور آج سرمایہ دارانہ یا استعماری سازش سے اسرائیل میں آباد کئے گئے۔

یہودی تاریخ سے جس کو باخبری ہے وہ جانتا ہے کہ جب یہودیوں نے رومی سلطنت کے خلاف بغاوت کی تو حضرت عیسیٰ کے واقعۂ صلیب کے نصف صدی بعد انہیں عیسائی رومی گورنر نے شام و فلسطین سے نکال دیا اور وہ بے وطنی کے عالم میں ایشیا و یورپ میں شاخ شاخ ذلیل بندروں کی طرح اچھلتے رہے۔ انہوں نے غداری کی تھی اپنے خدا سے، اپنے مسیح سے، اپنے موعودہ نجات دہندہ سے۔ انہوں نے غداری کی تھی اپنے ضمیر سے، ملت موسوی سے، انہوں نے غداری کی تھی انسانی شرافت سے، انہوں نے امن کے شہزادے کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا۔ ان بدبختوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھوایا۔ ان کا مقابلہ کیا اور انہیں ملعون گردانا (نعوذ باللہ) پھر خدا تعالیٰ کا عذاب آیا اور عیسائیوں کے ہاتھوں انہیں سزا ملی۔ پہلے تو رومی بُت پرستوں نے انہیں سزا دی اور انہیں اپنے وطن سے نکالا۔ لیکن یہ آج تو دو ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ بعد میں تمام عیسائی ملکوں نے یہودیوں پر ظلم ڈھایا اور آج وہ اپنے ظلم کا کفارہ دوسرے بڑے ظلم کے ذریعہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل یہ ظلم بالائے ظلم ہے یہ مکار و دجالی عربوں کو بھی تباہ کرنا چاہتے ہیں اور یہودیوں کو بھی۔ یہ بردہ فروش ہیں۔ یہ انسانیت کا خون چوسنے والے آمر ہیں اگر ان کو یہودیوں سے ہمدردی تھی تو چاہیئے تھا کہ آسٹریلیا میں بساتے جہاں ابھی اتنی زمینیں وافر پڑی ہوئی ہیں جہاں ساری دنیا کے یہودی بخیر و خوبی بسائے جا سکتے ہیں۔ ہر سال آسٹریلیا میں دولت مشترکہ کے لوگ جا جا کر بس رہے ہیں لاکھوں لاکھ۔۔۔ کینیڈا میں نوآبادکاری جاری ہے۔ روس نے بھی اقوام متحدہ کے فیصلے پر دستخط کئے تھے کہ اسرائیل کا قیام ہو۔ کیوں نہیں روسیوں نے سائبیریا میں یہودیوں کو آباد کرایا جہاں لاکھوں لاکھ نئے آبادکار بسائے گئے؟ لیکن یہاں مقصد تو کچھ اور تھا۔ شہنشاہیت ملوکیت اور آمریت ایشیا و افریقہ میں شکست کھا رہی تھی پسپا ہو رہی تھی۔ وہ اسرائیل کے چور دروازے سے افریقہ، ایشیا اور انڈونیشیا میں واپس آنا چاہتی ہیں۔

بھلا یہ کوئی منطق ہے کہ فلسطین یہودیوں کا وطن ہے۔ رومیوں کے ظلم کا بدلہ آج عربوں سے لیا جا رہا ہے، اگر رومی شہنشاہیت پسندوں نے ظلم کیا تھا تو یہودیوں کو روم دلا لیجیئے کہ وہ اپنے بزرگوں کا انتقام رومیوں سے لیں عربوں نے ان کا کیا بگاڑا؟ ہاں! یہ الزام غلط ہے کہ اہلِ اسلام نے ان کو مدینے سے نکالا۔ مدینے میں بہت تھوڑے یہودی بستے تھے۔ جب انہوں نے جنگ کے دوران رسول کریم صلعم سے غداری کی تو ان کو خیبر کے محلّے سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا اور وہ ممالکِ عرب ہی میں کہیں نہ کہیں جا کر بس گئے۔

اگر دو ہزار سال قبل کے چھوڑے ہوئے وطن کو قومیں واپس جانے لگیں، اپنا نے لگیں اور سلطنتیں قائم کرنے لگیں تو دنیا کے چپے چپے میں فسادات برپا ہوں گے۔ کیا روس اجازت دے گا کہ تیموری اور برلاسی نسل کے مغل، مرزا اور ترک جو ہندوستان میں بستے ہیں وہ تاشقند و بخارا میں جا کر ایک سلطنت قائم کر لیں؟ کیا چین اجازت دے گا کہ منگول نسل کے لوگ جو برما و آسام میں بستے ہیں، وہ چین کے کسی خطے میں جا کر سلطنت قائم کر لیں؟۔ کیا انگلینڈ اجازت دے گا کہ امریکہ سے انگریزی نسل کے لوگ واپس آ کر ایک خطہ میں اسرائیل کی طرح سلطنت قائم کر لیں؟ کیا ہندوستان اس بات کی اجازت دیگا کہ انڈونیشیا ملیشیا کی ہندوستانی نسل کی آبادی مدراس یا آندھرا کے ایک حصے میں واپس آ کر ایک آزاد سلطنت قائم کر لے؟

اگر ہم دو ہزار سال یا ہزار سال یا چند سو سال پہلے کی تاریخی حقیقتوں کو نیا روپ دینے پر تل جائیں تو سارا عالم ایک شعلہ زار پیکار بن جائے۔۔۔ مانا کہ جرمنی میں یہودیوں پر ظلم ہوا تو اس کا علاج یہ تھا کہ دنیا کے کسی غیر آباد علاقے میں یہودیوں کو بسایا جائے۔ فلسطین تو غیر آباد نہیں تھا اور یہی ہوا کہ جب اسرائیل کا ظالمانہ قیام عمل میں آیا تو مغربی فلسطین کے عربوں کو دھکے دے کر، گولی مار کر، قتل کر کے گھروں سے نکال دیا گیا۔ لاکھوں شہید ہوئے۔ اور لاکھوں آج تک اذیت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مختصراً اسرائیل کوئی ملک نہیں۔ یہ یہودیوں کا وطن نہیں یہ ظلم اور آمریت کا وطن ہے۔ یہ سرمایہ داری اور قہرمانی کا وطن ہے۔ یہ دجل اور خون آشامی کا وطن ہے۔ یہ سرمایہ داری اور شہنشاہیت کا گھر ہے۔ یہ فوجی آمریت کا گہوارہ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خطرہ اتنا ہی ہے جتنا رونما ہو چکا؟ ۔۔۔ نہیں! اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔۔۔ آپ ڈاکٹر Weisman کی کتاب "صیہونیت" پڑھئے۔ صیہونی تحریک Zionism امریکہ میں پرورش پاتی رہی اور ڈاکٹر Weisman نے صیہونیت کو پروان چڑھایا ہے صیہون (Zion) یروشلم کے نیچے یہودیوں کا ایک قدیم شہر تھا۔ آج کے یہودیوں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہما السلام کی وسیع سلطنت کی بازیابی کے لئے جدوجہد کی جائے اور ان کی ملک گیری کا نقشہ یہ ہے کہ تمام شام و فلسطین، مشرقی مصر، عراق، مغربی ایران، سارا جزیرۃ العرب بالخصوص حجاز اور یمن اور ملکۂ بلقیس کی سلطنت، حبش اور سوڈان کو یہودی سلطنت کے دائرہ میں لایا جائے۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے یورپ، امریکہ روس اور تمام دنیا کے یہودی صیہونی تحریک کے تحت جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ ایک بین الاقوامی یہودی تحریک ہے اور اس کے لئے بہت بڑا سرمایہ اکٹھا کیا گیا ہے۔ اور کیا جا رہا ہے۔ بہت بڑی تنظیم اور بہت سے بیدار دماغ ان کے پیچھے ہیں۔ انہیں بڑی طاقتوں کی مدد حاصل ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

واضح رہے کہ یہودیوں کے یہ پروگرام اگر خدانخواستہ کامیاب ہو گئے تو صرف قبلہ اول ہی کا ماتم نہیں رہے گا بلکہ قبلۂ عالم، مکہ اور قبلۂ محبت مدینہ ان دو مقدس شہروں کو بھی (اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے) غلامی کی زنجیریں پہننی پڑیں گی۔ اگر ہم عقل سے کام لیں اور محبت کی دنیا میں بے رنگ نہ کہلائیں، اگر ہمیں محمد عربی کی شفاعت مطلوب ہو اگر خدا تعالیٰ ہمیں محبوب ہو تو فلسطین کا مسئلہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس وعدہ کو نبھائیں۔ جو ہمارے رسول نے خدا سے کیا تھا۔ ثبت بکم قائماً بکم۔ بحذا ملت اسلامیہ کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ آج ہمیں ذہنی، جذباتی، مالی اور جانی قربانی کے لئے اپنے قلب کو آمادہ کرنا چاہیئے۔ یا احساس ہونا چاہیئے کہ ہم قلوب کو آمادہ کریں، ہم اخلاقی تائید، تمنی تائید، لسانی تائید اور روحانی تائید کا اپنے عرب بھائیوں کے سامنے تحفہ پیش کریں۔ یہ ایک دن کا مسئلہ نہیں ہے۔ غالباً یہ پوری بیسویں صدی جدوجہد میں گزر جائے گی ہمیں بڑے غور و تدبر کے ساتھ ایک وسیع پروگرام بنانا چاہیئے۔ یہ پروگرام صد پہلو ہوگا، وہ کیا ہوگا۔ میں تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا، لڑائی صرف میدان جنگ ہی میں نہیں لڑی جاتی، لڑائی ہر سطح پر لڑی جاتی ہے جن پر جو فرض ہے وہ اپنا فرض ادا کریں، قرآن حکیم نے بڑی وضاحت سے اعمال وفرائض کو آپ کے سامنے پیش کر دیا لیکن میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مصریوں، شامیوں اور سارے عربوں کو اپنا نقطۂ نظر بدلنا ہوگا۔ ان کی تحریک میں قوت اسی وقت پیدا ہوگی جب وہ اسلامی نصب العین کو اپنائیں گے، اور عرب و عجم کے فرق کو مٹائیں گے صیہونیت کا مقابلہ اسلامیت سے کیا جا سکتا ہے عربیت سے نہیں۔

مسئلے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اسرائیل کے قیام سے انڈونیشیا، ایشیا و افریقہ کی آزاد قوموں یا آزاد ہونے والی قوموں کو خطرہ ہے۔

اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغربی شہنشاہیت کو دو جنگوں سے جھنجھوڑ کر مجبور کر دیا کہ وہ ان برّ اعظموں سے پسپا ہو اور ان کی آزادی واپس لوٹائے لیکن تاریخ عجیب عجیب پلٹے کھاتی ہے یورپ کی شہنشاہیت اور سرمایہ داری کا دور ختم ہو گیا تو اب روس اور امریکہ کی آمریت نے سر اٹھایا اور خدا کی وسیع دنیا کو پھر ایک بار جدوجہد کے دور سے گزرنا پڑا آج قوموں کو غلام بنانے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا گیا۔ اقتصادی اور سیاسی غلامی خواہ وہ نوآبادیاتی نظام کے ذریعہ پیدا کی جائے یا اپنے ہم مشرب لوگوں کی بغاوت کے ذریعہ۔ جنوبی افریقہ میں گورے دیسی نظام افریقیوں پر ظلم ڈھا رہا ہے۔ اور یہی حال اسرائیل نوآبادیاتی نظام کا ہے کہ وہ اکثریت میں ہونے کے باوجود فلسطین، مصر، اردن اور شام میں عربوں پر ظلم ڈھا رہا ہے، جنوبی افریقہ اور اسرائیل یہ دونوں سامراجیوں کے کٹھ پتلے یا ایجنٹ ہیں! دراصل انہی کے لقموں پر پل رہے ہیں، ان دونوں کا مقصد یہ ہے کہ نئے سرے سے انڈونیشیا، ایشیا اور افریقہ کی آزادی کو کچلا جائے اور ترقی کا گلا گھونٹ دیا جائے تاکہ جدید معاشی مغربی شہنشاہیت اپنے ہارے ہوئے میدان میں پھر سے ظلم کے پھریرے اڑائے۔ فلسطین کا مسئلہ ایک حیثیت سے بلاشک تمام عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ مراکش سے انڈونیشیا تک کی مسلم قوم کا مسئلہ لیکن یہ افریقہ کی غیر مسلم قوموں، لبنان کے عیسائیوں، ہندوستان کے ہندوؤں، سیلون اور برما کے بدھوں کا مسئلہ بھی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ گاندھی جی فرمایا کرتے تھے اگر ہندوستان انگریزوں کے پنجے سے آزاد ہوا تو ممالک اسلامیہ کی آزادی کو تقویت پہنچے گی“۔ اور اس مرد درویش کی بات صحیح ثابت ہوئی۔ اگر آپ غور سے دیکھیے تو گاندھی جی ہندوستان و پاکستان دونوں کی آزادی کے بانی ہیں۔ ان کی اور جواہر لال کی کوششوں سے انڈونیشیا، ملائیشیا اور مصر وغیرہ کی آزادی کو بھی تقویت پہنچی۔

جواہر لال نہرو نے ایشیائی کانفرنس طلب کی تھی۔ انہوں نے بنڈونگ کانفرنس میں بھی حصہ لیا اور بہت ہی بصیرت افروز حصہ لیا تھا۔ افسوس ہے کہ آج کا ہندوستان گاندھی اور نہرو جتنا بالغ نظر نہیں ہے۔ ہمارے بعض اگر دور رس سمجھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو رجعت پسند ان کی نظر کو کوتاہ کر دینا چاہتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اسرائیل کا اقتدار مشرق وسطیٰ میں بڑھ گیا تو پھر افریقہ، ایشیا اور انڈونیشیا کی خیر نہیں۔ ہم نئی مغربی شہنشاہیت کا شکار ہو جائیں گے یا ہمیں کسی اشتمالی آمریت کے دباؤ میں آنا پڑے گا۔ چین کی نیت بھی صاف نہیں ہے۔ روس اور امریکہ کے درمیان جس وقت الجھاؤ پیدا ہوا اور معاملہ پیکار و جنگ تک آ پہنچا اسی وقت چین جنوب مشرقی ایشیا اور جنوب ایشیا پر شدید دباؤ ڈالے گا۔ اور وہ گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ ہم ہندوستانی خاص طور پر اور افریقی اور انڈو ایشیائی دو بڑے خطرات کے درمیان ہیں۔ نئی مغربی سرمایہ دارانہ شہنشاہیت اور اشتمالی آمریت سے بہرصورت ہمیں معاشی اور نیم سیاسی غلامی کا بھی شدید خطرہ لاحق ہے۔ اسرائیل مغرب کا آلہ کار ہے۔ اور ثانوی طور پر خود یہودی ایک سرمایہ دار اور تاجر قوم کے لوگ ہیں۔ مشرق وسطیٰ، افریقہ اور ایشیا کے بازاروں میں ہندوستانی تاجروں کو یہودی تاجروں سے سخت مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہودیوں کے کارخانے انگلینڈ اور امریکہ میں ہیں اور اسرائیل ان کا عبوری دروازہ بنے گا۔ اور وہاں سے وہ ایشیا اور افریقہ کی منڈیوں میں مختلف تجارتی ہتھکنڈوں کے ذریعہ مال بیچیں گے۔ وہ صنعتی طور پر بڑے ترقی یافتہ لوگ ہیں، وہ امریکہ اور برطانیہ کے سیاسی و معاشی ایجنٹ ہیں۔ عرب ممالک تو پسماندہ ہیں اور ہندوستان سے بہت پیچھے ہیں قاہرہ، دمشق اور بغداد کو دلّی کی مدد کی ضرورت ہے۔ وہ یا تو دلی سے مدد لیں گے۔ یا طہران و کراچی سے۔ یا پھر تینوں سے۔ جکارتا کو بھی ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ عرب دنیا کے ساتھ ہم تعاون کر سکتے ہیں لیکن اسرائیل کے ساتھ ہمارا شدید مقابلہ ہوگا۔ اگر خدانخواستہ اسرائیل بحیرۂ عرب تک پھیل گیا تو ہندوستان کو اس سمندر میں بڑے خون آشام رقیب سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اسرائیل کی جڑیں عرب دنیا میں نہیں ہیں۔ ان کا غذا کا منبع و مصدر، امریکہ و انگلینڈ ہے اسرائیل شہنشاہیت پسند مغربیت کو کیت کی ایک شاخ ہے۔ وہ بحیرۂ عرب میں اور بحیرۂ ہند میں ہم ہندوستانیوں کا خطرناک حریف ثابت ہوگا۔ آپ اسرائیل کے مرکز پر کبھی حملہ نہ کر سکیں گے۔ اور وہ آپ کے مراکز پر حملہ کر سکے گا۔ کیونکہ واشنگٹن اور لندن ہم سے بہت دور ہیں اور وہ طاقتور ملکوں کی راجدھانیاں ہیں لیکن اسرائیل ہمیشہ قاہرہ، بغداد، طہران، کراچی اور دلّی پر حملہ کر سکے گا۔

یاد رکھیے کہ دو ہزار سال کی تربیت، تعلیم، ماحول اور روایات نے اسرائیل کو سو فی صدی مغربی بنا دیا۔ وہ اب ایشیائی نہیں رہے ان کو ایشیوافریقن قوموں سے کوئی ہمدردی نہیں۔

افسوس تاریخی تلخیوں نے ہماری بصارت و بصیرت کو کند کر دیا اور ہم نے آزادی کے بیس سال ضائع کر دیئے! ضرورت اس کی تھی کہ ہندوستان ایشیا، افریقہ اور انڈونیشیا کی برادری کو متحد کرتا۔ تاکہ ان تین برّ اعظموں کے ہندو مسلمان، عیسائی سکھ اور دوسری قومیں متحد ہو کر مغربی اور مشرقی جابرانہ نظاموں کا مقابلہ کر سکتی اور کم از کم سارے عالم میں توازن طاقت پیدا ہو جاتا۔

روس اور امریکہ ایک سیاسی و معاشی توازن پیدا کر رہے ہیں۔ اسی چین کے مقابلے میں جنوب مشرقی ایشیا اور افریقہ کے اتحاد سے ایک ایسی تنظیم رونما ہوتی جو طاقت کا توازن پیدا کر دیتی اور دنیا میں امن قائم ہوتا۔ اس سلسلے میں اسرائیل

ہجری شمسی کیلنڈر

—— بقیہ صفحہ اوّل ——

کے دن بھی اتنے ہی ہوتے ہیں جتنے سن عیسوی کے مہینوں کے ہوتے ہیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو نظام شمسی کے اعتبار سے ۱۳۴۷ سال پورے ہیں اور اس وقت ۱۳۴۷ھ ہجری شمسی گزر رہا ہے۔ تاریخ لکھتے وقت ہندسوں میں ۱۳۴۷-۶-۱۴ لکھا جا سکتا ہے یا جو تاریخ و مہینہ ہو اس کے بعد ۱۳۴۷ ھش لکھ دینا چاہیئے۔ اگر مہینے کا نام لکھنا ہو تو جو تاریخ بھی ہو اس کے آگے مہینہ اور سنہ لکھ دیا جائے۔ مثلاً

۱۴ احسان ۱۳۴۷ ھش

”ھش“ یا ”ہش“ سے مراد ہجری شمسی ہے۔ یاد رہے کہ سالِ رواں ۱۳۴۷ ہجری شمسی ہے اور مہینوں کے نام یہ ہیں:-

۱- صلح	جنوری
۲- تبلیغ	فروری
۳- امان	مارچ
۴- شہادت	اپریل
۵- ہجرت	مئی
۶- احسان	جون
۷- وفا	جولائی
۸- ظہور	اگست
۹- تبوک	ستمبر
۱۰- اِخاء	اکتوبر
۱۱- نبوت	نومبر
۱۲- فتح	دسمبر

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بقیہ کالم نمبر ۳

ہمارے کام نہیں آ سکتا۔ مصر اور عراق کام آ سکتے ہیں۔ ہم اگر وسیع النظر اور دور بیں ہوں تو تھوڑی سی کشادہ دلی سے انڈونیشیا، ایشیا اور افریقہ کی رہبری حاصل کر سکتے ہیں۔ ہے کوئی سوچنے والا جو سوچے، ہے کوئی عمل کرنے والا جو عمل کرے۔

مجھے اپنے وطن سے محبت ہے اور اپنی ملت سے بھی۔ مجھے بنی اسرائیل سے بھی نفرت نہیں بلکہ محبت ہے — لیکن میں سلطنتِ اسرائیل کو اپنی ملت اور اپنے وطن کے لئے ایک عظیم خطرہ کی علامت سمجھتا ہوں۔

ﷺ

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

قسط دوم

مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی کی تصنیف "قادیانیت"

اور مولوی صاحب کی عالمیّت کی حقیقت!

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

میدانِ دلائل سے مولوی صاحب کی خطرناک پسپائی و شکست

مولوی صاحب نے جابجا خلاف واقعہ امور کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے اور حق کو نظروں سے اوجھل رکھنے کے لئے پورا زور صرف کردیا ہے۔ اور اس بات کی پروا نہیں کی کہ حق کھلنے پر دنیا ان کو کیا کہے گی۔ اور ان کی دس پہلوؤں والی مولویت کا کیا حشر ہوگا۔ بنیادی متنازعہ فیہ مسائل اور دلائل کے میدان کو نظر انداز کرکے انہوں نے ثابت کردیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے دلائل کا ان کے پاس بھی کوئی جواب نہیں انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے انعامی اور غیر انعامی چیلنجوں کا بھی کچھ جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔ اور ان کی طرف سے اپنی آنکھیں موند لی ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے ان کی طرف سے خاموشی اختیار کرکے اپنی زبردست شکست وفرار کا اعتراف کرلیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی بے شمار بنیادی پیشگوئیوں، نشانات وخوارق اور علمی معجزات و بیّنات کو چھوا تک نہیں۔ صرف محمدی بیگم کی پیشگوئی کے ایک حصہ کا ذکر کرکے اس پر پردہ ڈال کر یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس کے نتائج کی طرف سے نظریں پھیر لی ہیں

مولوی صاحب نے جماعت کے عالمگیر زرّیں کارناموں اور اس کی بین الاقوامی حیثیت اور کامیاب عالمی تبلیغی مشنوں و مالی قربانیوں اور مساعی اور مقبول عام لٹریچر و تراجم قرآن کریم اور حیرت انگیز انقلاب کی طرف سے منہ پھیر کر لکھ دیا ہے کہ یہ جماعت "چند ہزار" ہے۔ اور اس نے اسلام کی خاطر کوئی کام نہیں کیا۔ اور اس طرح حضرت اقدس اور جماعت کے علم کلام اور آپ کے حقائق ومعارف اور انقلاب انگیز سنہری کارناموں و اثرات کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ ایسا ہی انہوں نے مخالف محققین کی طرف سے جماعت کے کارناموں کے متعلق شاندار تائیدی آراء و تصدیقات و تاثرات کو بھی پس پشت پھینک دیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک زبردست شہادت کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں

مولوی صاحب نے متنازعہ فیہ امور پر بحث کرکے حقیقت ظاہر کرنے سے گریز اختیار کرلیا ہے تا دلائل کے میدان میں ان کی کمزوری وشکست دنیا کے سامنے نہ آوے۔ انہوں نے حیات ووفات مسیح، ضرورت وامکان واجرائے نبوت، اور پیشگوئیوں وخوارق کے اصول اور معیار صداقت مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیوں اور مسیح موعود و دجال کی حقیقت پر بحث کرنا بے کار سمجھا ہے۔ اور ان پر قرآن وحدیث سے کوئی صحیح دلائل قائم کرنے کی طرف عمداً دھیان نہیں دیا۔ جس کا اعتراف خود ان کو بھی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"اس کتاب میں مناظرانہ جوش کے بجائے مورخانہ متانت زیادہ ملے گی اور جو لوگ مناظرانہ وفریق نہ کتابوں کے ایک خاص طرز اور لہجہ کے عادی ہیں شاید ان کو اس کتاب کو پڑھ کر مایوسی اور شکایت ہو۔ لیکن مصنف اس کے لئے معذرت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اس نے یہ کتاب جس طبقہ اور جس مقصد کے لئے لکھی ہے اور جو معیار اس کے لئے مقرر کیا ہے اس کے لئے یہی طرز مناسب تھا۔"

(قادیانیت ص۱)

مگر مولوی صاحب کی یہ بات بڑی عجیب ہے وہ گھر سے تو نکلے تھے جماعت احمدیہ کے "عقاید وخیالات کے متعلق صحیح معلومات" (ایضاً ص۳) حاصل کرکے ناواقف عرب علماء کو واقف کرانے کے لئے مگر انہوں نے اس کے عقاید کے متعلق کونسی معلومات ان کے آگے رکھی ہیں۔ جن کے نتیجہ میں وہ ان سے آگاہی حاصل کرسکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کی کتاب ان عقاید کے ذکر سے بہت حد تک خالی ہے۔ ان کی کتاب کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی سرسبز اور شیریں میوہ دار درخت کا پھل دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی بجائے اس کے یا کسی اور درخت کے گرے پڑے اور سڑے گلے پھل پتے یا گری ہوئی سوکھی ہوئی شاخیں ان کے سامنے پیش کردے۔ مولوی صاحب بیشک مجادلانہ ومکابرانہ طرز بحث سے الگ رہ کر محققانہ انداز میں مسائل متنازعہ فیہ پر روشنی ڈال سکتے تھے مگر یہ ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ وہ اپنے سابق علماء کی طرح معقول دلائل سے تہی دست تھے اسلئے ان کو اس طرف آنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ اور وہ اپنے ڈھول کا پول کھل جانے سے کنارہ کر گئے

جان بچی لاکھوں پائے

مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ مناظرانہ طریق کی طرف بیشک نہ آتے مگر جن امور کے جوابات سے ان کے علماء قاصر چلے آرہے تھے ان کو حل کرکے دکھاتے اور اس طرح اس کمی کو پورا کردیتے۔ مگر انہوں نے مذکورہ حیلہ سے اپنی جان چھڑالی۔ علاوہ ان کے علماء کو مثلاً توفی کے معنی کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے چیلنج کا جواب نہ آسکے تو پھر وہ کس طرف کا رُخ کریں گے۔ ان کی کتاب تو اس بارہ میں اطمینان بہم پہنچانے سے قاصر ہے۔ اور علمائے مصر تو اس انعامی چیلنج کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ اس لئے ان کا فرض تھا کہ وہ اس چیلنج کا کوئی معقول جواب باصواب ان کے آگے رکھتے۔ ہمارا سو فیصدی یقین ہے کہ مولوی صاحب موصوف اس کے جواب سے عاجز ہیں اور وہ اس بارہ میں حضور کے چیلنج کو توڑنے سے قاصر عاجز و درماندہ ہیں اور اگر ہماری یہ بات غلط ہے تو مولوی صاحب کو اب بھی اختیار ہے کہ وہ اسے توڑ کر دکھائیں۔ اور اس کے خلاف توفی کے استعمال کی قبض روح کے سوا کسی اور معنی میں باب تفعّل میں اس کی ایک ہی مثال پیش کریں۔ بشرطیکہ اللہ فاعل اور ذی روح مفعول ہو مگر مولوی صاحب ہرگز اس طرف نہ آئیں گے۔ اور اپنی خاموشی سے اس پر مہر تصدیق ثبت کردیں گے۔

مولوی صاحب نے اس تحریک کو باطنیت اور تحریک اخوان الصفا اور مودودی تحریک جیسی بے معنی اور لچر تحریکات کی طرح بے اثر غیر مستقل اور عارضی تحریک قرار دے کر بتایا ہے کہ انہوں نے تحریک احمدیت کا مطالعہ صحیح لائنوں پر نہیں کیا۔ کہاں الٰہی اور روحانی والہٰی تحریک اور کہاں انسانوں کی مادی ودنیوی تحریکات۔ کہاں رام رام کہاں ٹیں ٹیں۔ تحریک احمدیت کی بنیاد الہام و وحی الٰہی پر ہے اسے سیاسی اور خیالی تحریکات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب ہم سے دور ہیں ورنہ ہم بالمشافہ ان کو بتاتے کہ احمدیت کیا چیز ہے دراصل اس میں ہمارا ہی قصور ہے کہ ہم ان تک نہیں پہنچ سکے وہ بہت حد تک معذور ہیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اس تحریک کی بنیاد کا اصل بانی کون ہے۔ اس کا بانی خود خدا ہے اس نے اسے کھڑا کیا ہے وہ اس کی پشت پر ہے۔ اس کی مدد و تائید اس کے ساتھ ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرکے دکھادے اور وہ لوا... ہی سے یہ کام کر کے دکھا بھی رہا ہے۔ بھلا کس تحریک نے کبھی کسی زمانہ میں منہاج نبوت پر یہ کام کرکے دکھایا ہے کسی ایک ہی تحریک کا نام لیا جاوے جس نے صدیاں کی طرح کوئی کارنامہ اسلام کی خاطر پیش کیا ہو۔ ملکی اور سیاسی تحریکوں کو اس الٰہی تحریک کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ نہ کسی تحریک نے کوئی روحانی انقلاب کرکے دکھایا اگر کوئی کسی تحریک کا کوئی روحانی کارنامہ پیش کرکے دکھادے تو ہم سوگنا تحریک احمدیت کا... کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کوئی میدان میں نکلے بھی۔ مگر کوئی نہیں نکل سکتا۔ ایک بھی نہیں۔ گھر میں بیٹھ کر لاف زنی کرلینا اور بات ہے

مولوی صاحب کی تاریخی حیثیت کی حقیقت

مولوی صاحب نے اپنے متعلق یہ کہا ہے کہ مصنف کا ذہن فطرتاً تاریخی واقع ہوا ہے (ایضاً ص۳) اپنے آپ کو مورخ کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔ مگر انہوں نے تاریخ کی جو مٹی پلید کی ہے وہ ان کے اس دعوے کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان پر ان کے خاص طرز مطالعہ سے بعض ایسے حقائق کا انکشاف ہوا ہے کہ

"اس تحریک کو ایک مکمل شکل میں دیکھنے سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔"

(قادیانیت ص۵)

گویا ان کو خود اعتراف ہے کہ انہوں نے اس تحریک احمدیت کو مکمل شکل میں دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ بلکہ وہ ادھر اُدھر بھٹکتے پھرے ہیں۔ انہوں نے بعض ایسے طریق اختیار کئے ہیں جنہوں نے ان کو اس تحریک کی مکمل شکل دیکھنے سے یقیناً باز رکھا ہے بلکہ ان کو حقیقت سے دور پھینک دیا ہے۔ ایسی صورت میں ان کی "قادیانیت" کی حقیقت خود بخود بے نقاب ہوکر سامنے آجاتی ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ لکھتے ہیں کہ ان کی یہ کتاب "مکمل" تجزیہ ہے اور وہ ایسی روشنی اور مواد فراہم کرتی ہے جو ایک سلیم الطبع اور انصاف پسند انسان کو صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں مدد دیتے ہیں۔

(ایضاً ص...)

الغرض مولوی صاحب نے اپنی مورخانہ تحقیق کے نتیجہ میں احمدیت کے متعلق جو آئیڈیا دنیا کو دینے کی کوشش کی ہے وہ سراسر خلاف واقعہ اور بے حقیقت ہے اور جوں جوں تحریک احمدیت کی حقیقت دنیا کے سامنے آئے گی مولوی صاحب کی ندویت کا بھانڈا بھی ہر طرف پورا پورا پھوٹے گا اور دنیا دیکھے گی کہ احمدیت کی صداقت کا سورج اکناف عالم میں چمکے گا اور ساری دنیا کو منور کریگا۔ اور ان کا عناد ان کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا بلکہ ان کا مخالفت ہر طرف رسوا اور ذلیل اور خوار ہوگی کیونکہ یہ وہ پودا ہے جسے خدا نے خود لگایا ہے اور اب یہ بڑھے گا پھیلے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے ❁

آخری قسط

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء

اسلام کی اخلاقی تعلیم

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ قادیان

مساوات اسلام نے تکبر و اعتقاد، احساس برتری اور احساس کمتری کو مٹانے کے لئے اخوت اور مساوات کی جو اخلاقی تعلیم پیش کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قرآن کہتا ہے وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (حجرات: ۱۴) کہ ہم نے تمہیں مختلف خاندانوں اور قبائل میں صرف آپس کی جان پہچان کے لئے بانٹا ہے۔ اس میں کسی کی ذاتی فضیلت نہیں۔ تم میں سے سب سے زیادہ معزز اور مکرم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ اسی لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى۔ یعنی اے لوگو! کان کھول کر سن لو کہ عربوں کو غیر عربوں پر کوئی فضیلت نہیں۔ اور نہ غیر عربوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے اور نہ گوروں کو کالوں پر اور نہ کالوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ سوائے ایسی خدا ترسی کے جس کے ذریعہ کوئی شخص دوسروں سے آگے نکل جائے۔

یہ نظریہ اسلامی مساوات کا بنیادی پتھر ہے جس کے ذریعہ تمام اقوام عالم کو ایک سطح پر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ اور اس کا مظاہرہ اسلام میں ہر روز پانچ نمازوں میں ہوتا رہتا ہے کہ سہ

> ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
> نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اسلامی اخوت و مساوات کے بارے میں جناب پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے خیالات کا اظہار یوں فرمایا ہے:۔

> "اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے ان خرابیوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہو گئی تھیں یعنی ذاتوں کی تفریق، چھوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکارا کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریے اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ خصوصاً وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حقوق سے محروم تھے اس سے بہت متاثر ہوئے۔"

(تلاش ہند صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

دوسرے مذاہب کا احترام اسلام کے قانون اخلاق کا یہ بھی طرۂ امتیاز ہے کہ وہ نہ صرف اپنے متبعین کی عزت و احترام کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ غیر مذاہب والوں سے بھی حسن سلوک کرنے، ان کے جذبات کا خیال رکھنے، اور ان کی قابل عزت چیزوں کا احترام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے اصولی رنگ میں تعلیم دے کر امن اور بین الاقوامی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے راستے ہموار کر دئے۔ کہ ہر قوم میں خدا کی طرف سے ہوشیار کرنے والے آئے ہیں۔ بلکہ غیر مذاہب کا احترام قائم کرنے کے لئے یہاں تک کہتا ہے کہ:۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام ۱۰۹) یعنی تم بتوں کو بھی گالی مت دو ورنہ ان کے پجاری تمہاری دشمنی کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ حضرت بانیٔ اسلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ ہو کہ ایک یہودی کی نعش جا رہی ہے۔ آپ احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور صدمہ کے آثار آپ کے روئے مبارک پر عیاں ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے ایک نے استعجاب سے کہا "یہ یہودی کی نعش ہے" آپ نے فرمایا "ہاں لیکن اس کی بھی جان تھی۔ اور جان نکلنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے"! اسلامی اخلاق کی یہی وہ رواداری ہے جس کے متعلق آزادیٔ ہند کے علمبردار مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں:۔

> "اسلام اپنے عروج کے زمانہ میں بھی تعصب اور بیجا رواداری سے پاک رہا ہے۔ دنیا اس کے احترام پر آمادہ تھی۔ جب مغرب پر تاریکی مسلط تھی تو مشرق کے افق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا اور اس نے مصائب و آلام سے برباد شدہ دنیا کو آرام اور روشنی سے شاد کام کیا۔ اسلام سچا مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں۔ وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کریں گے جس طرح کہ میں کرتا ہوں۔"

(اخبار سیاست لاہور ۹ رجون ۱۹۲۴ء)

اخلاق کے مدارج اسی طرح اسلام اپنوں اور بیگانوں سے صرف سطحی حسن سلوک کا حکم نہیں دیتا بلکہ وہ اخلاقی معیار کو اتنا بلند دیکھنا چاہتا ہے کہ لوگ اخلاق کا وہ بلند مقام حاصل کریں کہ جس طرح ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے بے لوث حسن سلوک کرتا ہے اسی طرح وہ آپس میں ایک دوسرے سے کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (نحل: ۹۱) کہ اللہ تعالیٰ تم کو عدل، احسان اور عزیزوں جیسے سلوک کا حکم دیتا ہے اور ہر ایک قسم کی بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے

اس میں اخلاق کا ابتدائی درجہ عدل کو قرار دیا گیا ہے۔ کہ معاملات کے لحاظ سے، حسن سلوک کے لحاظ سے اور خیالات کے لحاظ سے، برابری کا برتاؤ کیا جائے اور عدل و انصاف قائم کیا جائے احادیث کا یہ واقعہ کتنا ایمان افروز ہے کہ قریش کی ایک متمول عورت نے چوری کی۔ لوگوں نے حضرت اسامہ کو آنحضرت صلی اللہ کے پاس سفارش کیلئے بھیجا۔ آپ نے فرمایا اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟ کہ کیا تم خدا کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرنے آئے ہو"؟ .... وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔ "خدا کی قسم اگر محمد کی (پیاری) بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ اسلام اپنے متبعین کو اس سے بھی آگے لے جانا چاہتا ہے کہ مسلمان یہ کوشش کرے کہ جس قدر کوئی سلوک مالی یا جسمانی یا علمی معاملات میں کرے اس سے بڑھ کر حسن سلوک کرنے کی کوشش کرے۔ اور اخلاقی اعتبار سے اس کو کمال اس وقت حاصل ہوگا جب وہ دنیا سے ایسے رنگ میں معاملہ کرے کہ اسے بالکل خیال ہی نہ ہو کہ لوگ مجھ سے کوئی نیک معاملہ کریں گے جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے، یا باپ یا بھائی اپنے بچے یا بھائی سے اس لئے حسن سلوک نہیں کرتے کہ انہیں کسی قسم کے بدلے کی توقع ہوتی ہے۔ بلکہ اسے ایک طبعی فرض سمجھ کر کرتے ہیں یہی وہ اعلےٰ اسلامی اخلاق ہیں جن کا کامل نمونہ ہمارا پیارا آقا حضرت نبی عربی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھا جس نے تمام اخلاق حسنہ کو عملی جامہ پہنا کر یہ اعلان کیا قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام: ۱۶۳) کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کی محبت کو ماں کی محبت سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب: ۷) یعنی نبی مومنوں سے اس سے زیادہ محبت اور شفقت کرتا ہے جتنی انکی مائیں یا باپ ان سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے سہ

> آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
> کس ندیدہ در جہاں از مادرے

دیگر اخلاقی تعلیمات اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے صرف چند ایک بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ سارا قرآن اور سنت نبوی اور احادیث انہی اخلاقی تعلیمات سے پُر ہیں۔ مثلاً عفو، سچائی، دلیری و شجاعت صبر، ہمدردیٔ خلق، اصلاح بین الناس، رشتہ داروں اور ہمسایوں سے حسن سلوک، ایثار تواضع، مہمان نوازی، توکل، حسن ظن، شکر، باہمی تعاون، نیکیوں میں مسابقت، بشاشت، صفائی قلب، صفائی جسم، غصے پر قابو رکھنا، اور تیمارداری وغیرہ اخلاق پر اسلام نے تفصیلی تعلیمات دی ہیں۔ ان اخلاقی تعلیم کے بحر ذخار کو دیکھ کر زبان بے اختیار کہہ اٹھتی ہے سہ

> داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
> گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

اسلام کامل مذہب ہے الغرض قانون اخلاق میں اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے طبعی حالتوں، اور اخلاق فاضلہ میں فرق کر کے دکھلایا ہے اور ہر برائی کی جڑ کاٹ کر روحانی حالتوں کے مقام تک پہنچنے کے لئے پاک معرفت کے دروازے کھول دئے ہیں۔ نہ صرف معرفت کے دروازے کھول دئے بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس سچی اور پاک معرفت تک پہنچا بھی دیا۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ اس کا دعوےٰ ہے کہ وہ ایک کامل مذہب ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں میں نے سورۃ المائدہ کی آیت تلاوت کی۔ اس میں اللہ تعالےٰ یہی فرماتے ہیں کہ "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔"

ایک پاک جماعت کا قیام موجودہ دہریت و الحاد کے زمانے میں اسلام کی انہی اخلاقی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کا قیام فرمایا ہے تاکہ اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شان اور عظمت کا اظہار ہو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "خدا تعالےٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کریگا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے کہ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کریگا۔ اور اس کو نشو و نما دیگا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔"

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کنبہ - اور پیغام صلح

(از جناب حکیم عبدالاحد صاحب مطب گولی روڈ [illegible])

اخبار پیغام صلح لاہور نے مورخہ ۱۷ر اپریل ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں شذرات کے تحت "مسیح موعود کا کنبہ" کا عنوان جما کر اپنی عادت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت مبشرہ پر نہایت ہی ناپاک اور سراسر جھوٹے الزامات گھڑے ہیں۔ شذرہ نویس نے حضور علیہ السلام کی کتاب انجام آتھم کی عربی عبارت کا ایک حصہ کا اپنی طرف سے اردو ترجمہ کر کے اس پر حاشیہ آرائی کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

اور ضرور میرا کنبہ بہت جلد دوسری دفعہ بگڑنے کی طرف رجوع کرے گا اور خباثت اور دشمنی میں ترقی کرے گا۔ پس اُس کا روشن امر مقدر نازل ہوگا کوئی شخص اس کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا اور اس کی بخشش کو روک نہیں سکتا...

....

اس پر شذرہ نویس اپنے نیچے نوٹ میں لکھتا ہے:-

"اس مقام پر مندرجہ ذیل امور جو زمانہ استقبال سے متعلق ہیں، عالم الغیب ہستی نے اپنے مامور کو دکھائے ہیں جو اپنے اپنے اندر پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہیں .... کا ہونا ....

....

"آپ کا کنبہ مامور من اللہ کے اصل مقام کو سمجھنے میں غلو سے کام لے گا یعنی مقام مجددیت سے اُٹھا کر نبی بنا دے گا۔" وغیرہ وغیرہ۔

شذرہ نویس نے اس حوالہ کے نقل کرنے اور اس سے استنباط کرنے میں جس قسم کی خیانت سے کام لیا ہے اور سراسر ظلم کی راہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد پر جو ناپاک الزام گھڑے ہیں اس کی حقیقت مفصل رنگ میں بیان کرنے سے قبل حضور کی کتاب سے اصل الفاظ میں حوالہ نقل کرتا ہوں اور خدا ترس قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ محض خدا کی خاطر اس پر نظر کریں کہ اس عربی عبارت کا جو ترجمہ اور تشریح شذرہ نویس نے کی ہے اور جو نتائج اس سے نکالے ہیں وہ کہاں تک درست ہیں یا محض شذرہ نویس کی اپنی بیمار ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

وان عشیرتی سیرجعون مرۃ اخری الی الفساد ویتزایدون فی الخبث والعناد فینزل یومئذ الامر من رب العباد لا رادّ لفضله ولا مانع لما اعطی
وانی اراھم اکمہ قد مالوا الی سیرھم الاولی وقست قلوبھم کما ھی عادۃ النوکی ونسوا ایام المنع وعادوا الی التکذیب والطغوی۔ فسینزل امر اللہ اذا رای انھم یعتدون ۔ وما کان اللہ ان یعذب قوما وھم یستغفرون۔

(انجام آتھم صفحہ ۱۱۹)

جس شخص نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب انجام آتھم کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اس کتاب میں شامل مکتوب عربی بنام علماء (جس سے مندرجہ بالا عبارت لی گئی ہے) کے صفحہ ۸۷ سے صفحہ ۱۹۹ تک مرزا احمد بیگ (محمدی بیگم کے والد) کے داماد کی موت واقع نہ ہونے پر لوگوں کے اعتراضات کا مفصل جواب دیا گیا اور اس سلسلہ میں حضور نے مرزا احمد بیگ اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کی بے دینی اور حق سے تمسخر وغیرہ کا ذکر فرمایا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا احمد بیگ صاحب بلاشبہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقارب اور رشتہ داروں میں سے تھے۔ اس لئے حضرت اقدس نے ان کے اس تعلق کو "عشیرتی" کے الفاظ سے ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کوئی مشتبہ امر نہیں بلکہ جہاں سے حضور نے ان اعتراضات کا جواب شروع کیا ہے۔ اس بیان کا پہلا فقرہ ہی یہی ہے کہ

فاعلم ان ذریۃ احمد او اقاربھا کانوا من عشیرتی وکانوا لا یتخذون دینی

سبیل المتدین وتیرتی بل کانوا یجترؤن علی السیئات والواع البدعات وکانوا فیھا متحرطین

(صفحہ ۱۸۸)

(ترجمہ) جان لے کہ احمد بیگ کی بیوی اور اس کے قریبی رشتہ دار میرے قبیلہ کے لوگ تھے اور ان کی عادت تھی کہ دین کے معاملہ میں میرے طریقہ پہ چلتے تھے بلکہ بدیوں اور ہر قسم کی بدعتوں میں دلیر تھے۔

شذرہ نویس نے اپنے نوٹ کی ساری بنیاد عشیرتی کے لفظ کا اپنے ہی انداز سے "میرا کنبہ" ترجمہ کر کے رکھی ہے۔ اور پھر عبارت کے سیاق کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا ہے۔ حالانکہ ہر کلام کا مطلب بالعموم ہمیشہ اس کے سیاق و سباق کے بغیر سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین کی ہمیشہ یہ روش رہی ہے کہ حضور علیہ السلام کی عبارت کو سیاق و سباق سے منقطع کر کے اعتراض کی شکل میں پیش کر دیتے ہیں مگر وہ لوگ خود آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور آپ کو اپنا امام اور پیشوا اور یہ خدا تعالےٰ کا سچا مامور مانتے ہیں ان کا فرض ہے کہ کم سے کم حضور کی عبارت اور تحریرات سے تو اس قسم کا سلوک نہ کریں جس قسم کا سلوک مخالفین کرتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ پیغامی دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ سے خواہ مخواہ کی دشمنی اور عناد کے سبب واضح حقیقتوں کو عمداً نظر انداز کر جاتے ہیں۔

صاف بات ہے کہ اس مضمون میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عشیرتی سے مرزا احمد بیگ اور ان کے اقارب مراد لئے ہیں نہ صرف انہی دو مقامات پر بلکہ تیرہ صفحات کے اس مضمون میں حضور نے متعدد بار مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً

(۱) مرزا احمد بیگ وغیرہ کے قریبی رشتہ داروں کے بارہ میں خدا تعالےٰ نے جو انذار فرمایا اور مستقبل میں ان پر جو آفات و مصائب نازل ہونے والی تھیں ان کا اجمالی ذکر فرمانے کی غرض سے لکھا:

وبیانہٗ ان اللہ خاطبنی فی عشیرتی المتمردین و قال کذبوا بآیاتی وکانوا بھا مستھزئین (صفحہ ۱۹۲)

(ترجمہ) اس بیان کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ نے مجھے میرے حد سے بڑھے ہوئے قبیلہ کے بارہ میں مخاطب کیا اور کہا کہ یہ لوگ میری آیات کو جھٹلانے اور استہزاء کرنے والے ہیں۔

(۲) اس سے چار صفحے آگے جا کر حضور فرماتے ہیں:-

فلما انکشف علی عشیرتی بموت احد النظیر وبلغ المثل الکبیر فخافوا خوفاً کثیراً مع اکثار البکاء و نسوا طریق التمسخر و الاستھزاء

(ترجمہ) جب میرے قبیلہ پر احمد بیگ کی موت نے نظیر پیدا کر دی اور ایک بڑی مثال پیدا ہوگئی تو وہ بہت ہی خائف ہوئے اور روتے رہے اور استہزاء و تمسخر کو بھول گئے (صفحہ ۱۹۶)

(۳) اس سے چند صفحات بعد اس مضمون کے اختتام پر حضور فرماتے ہیں:-

وان عشیرتی سیرجعون مرۃ اخری الی الفساد و یتزایدون فی الخبث والعناد فینزل یومئذ الامر المقدر من رب العباد (صفحہ ۱۹۹)

اور یہ وہ عبارت ہے جسے شذرہ نویس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد پر چسپاں کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے اور اپنی عاقبت کو برباد کیا ہے۔ کوئی خدا ترس انسان جو اس حصہ مضمون کو پڑھے اور ان حوالہ جات کو اپنے سیاق و سباق کے ساتھ بغور ملاحظہ کرے تو اس کی ضمیر شذرہ نویس کی بیمار ذہنیت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

مزید برآں یہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب انجام آتھم ۱۸۹۶ء میں تصنیف فرمائی اور اس وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے صرف آٹھ سال کی عمر کے تھے اور باقی دوسرے اور بھی کم عمر کے تھے۔ للہ غور فرمایا جائے کہ کیا یہ (نعوذ باللہ) استہزاء اور تمسخر کرنے والے تھے اور غلو سے کام لیتے

ڈالنے لگے۔ کیا معقول رنگ میں ان باتوں کا حضور علیہ السلام کی عبارت کے سیاق و سباق سے کچھ جوڑ بنتا ہے؟

اخبار پیغام صلح کا شذرہ نویس ان عشیرتی بسیر جعون مرۃ اخری الی الفساد کی عربی عبارت کا من پسند ترجمہ کرتے ہوئے کہ "ضرور میرا کنبہ بہت جلد دوسری دفعہ بگڑنے کی طرف رجوع کرے گا۔ اور خباثت اور دشمنی میں ترقی کرے گا" آگے چل کر لکھتا ہے:-

"آپ کا خاندان ایک دفعہ پہلے بگڑا تھا پھر آپ کی مبلاء خدا کے مامور ہونے کی اصلاح ہو جانے کے بعد بار دیگر پھر بگڑے گا؟"

(پیغام صلح ۱۲/۴ ۱۷ صفحہ ۲)

ہم اوپر بتلا آئے ہیں کہ حضور نے اپنے خاندان کے پہلی مرتبہ بگڑنے کی پوری تفصیل بیان فرمادی ہو مرزا احمد بیگ وغیرہ کی بے دینی کی حالت کو واضح کرتی ہے ضرور ہے کہ دوسری بار بگڑنے والے بھی اسی طرح کے لوگ ہوں مگر شذرہ نویس کی بیمار آنکھ کو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت اور حضور کی اولاد دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ہم اس بات کو بھی واضح کر چکے ہیں کہ کیا نسیم قسم کی بدلیاں اور بدعات اور طریقہ دین پر نہ چلنا" ان پر صادق آتا ہے جس کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورۃ العبارۃ حوالہ ۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

(ب) اگر اوپر کچھ نہ بھی ہو تو کم سے کم اس سے ذرا آگے جو حضور نے "یعنی فتنہ" والی عبارت میں (حوالہ ۱) بیان کیا ہے کیا اہل پیغام کا ایمان اس بات کو باور کرتا ہے کہ یہاں آیات اللہ کی تکذیب اور استہزا کرنے والے نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ پھر نہ معلوم شذرہ نویس نے عشیرتی کا ترجمہ "میرا کنبہ" کر کے اور اس سے حضور کی اولاد اور اہل بیت مراد لے کر اپنے ایمان کے ساتھ کیوں اپنی عاقبت کو بھی برباد کر لیا ہے؟

(ج) علاوہ ازیں اوپر جو حوالہ ۶ میں عبارت نقل کی گئی ہے کیا اہل پیغام ٹھنڈے دل سے اس بات پر محض خدا کے لئے سوچنے کے لئے تیار ہیں کہ مرے تو مسیح موعود علیہ السلام کا مخالف اور خائف ہوں پیغام صلح کے شذرہ نویس کے خیال کے مطابق آپ کے کنبہ کے وہ

افراد جو انجام آتھم لکھے جانے کے وقت نہایت درجہ کم عمر تھے جن میں سے ہر ایک کی پیدائش کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے حضور کو کئی قسم کی بشارتوں سے نوازا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۷۵ پر لکھا ہے کہ

"انبیاء اور اولیاء کو جس اولاد کی بشارت دی جاتی ہے وہ اولاد خدا تعالیٰ کے علم میں صالح اولاد مقدر ہوتی ہے۔"

حضور نے اپنی اولاد کے بارہ میں لکھا ہے:-

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہے پنج تن جن پر بنا ہے

یہ ہے حضور علیہ السلام کا اپنی مبشر اولاد کے بارہ میں دعاؤں کا ایک حصہ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی یاد!! پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے اہل بیت اور اہل کے بارہ میں جو واضح الہامات ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ پس کہاں ہیں اہل پیغام میں سے وہ خدا ترس دوست جو ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں اور دیکھیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کنبہ کے بارہ میں کس بنا پر بہک گئے ہیں!!

حرف آخر

آخر میں ہم مخصوص طور پر عشیرتی کے لفظ کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس لفظ کے من پسند معنوں پر پیغام صلح کے شذرہ نویس نے اپنے نوٹ کی بنیاد رکھی۔

واضح ہو کہ عشیرۃ کا لفظ قرآن کریم میں اہل و اولاد سے علیحدہ دیگر رشتہ داروں کے لئے آیا ہے۔ مثلاً

(۱) سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم واخوانکم و ازواجکم وعشیرتکم۔
(آیت نمبر ۲۴)

یہاں باپ بیٹے۔ بھائی اور بیویوں کے بیان کے بعد عشیرۃ کو لایا گیا ہے جو بہر حال ایک زائد مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔

(۲) وانذر عشیرتک الاقربین (شعراء آیت ۲۱۵)

اس سے بھی واضح طور پر یہی مراد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دوسرے قریبی رشتہ داروں کو انذار کریں جیسا کہ حضور نے اس کی تعمیل کی۔

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب انجام آتھم کے ان صفحات میں صاف لکھا ہے کہ مرزا احمد بیگ، کی بیوی اور اس کے قریبی رشتہ دار میرے قبیلہ کے لوگ تھے۔ اور اس مضمون کی آخری عبارت میں بھی اسی قسم کے لوگ مراد ہیں۔ حضور علیہ السلام کی تصریح کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے لئے زیر نظر عبارت میں عشیرتی کو پیش کر کے اپنی طرف سے حاشیہ آرائی کرنا اور اپنے دلی بغض و عناد کا اظہار کرنا انتہائی دل آزاری اور ظلم ہے۔ جس کی ہر حق پسند، خدا ترس اور نیک دل انسان کی طرف سے مذمت ہونی چاہیئے ہم بڑی محبت کے ساتھ اپنے غیر مبائع دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اختلاف خیال اپنی جگہ پر ہے مگر اپنے خیالات کو ثابت کرنے کے لئے خدارا ایسا طریق تو اختیار نہ کیجئے جو سراسر دیانت و امانت کے خلاف ہو۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور حضور کے بیان فرمودہ بیانات و تشریحات ہی کے صریح مخالف ہو!! فهل منکم رجل رشید!!

اختتامی نوٹ از بدر

نوٹ:- ہم نے اس مضمون میں حضرت اقدس کی کتاب انجام آتھم کے اسی ایڈیشن کے صفحات کا حوالہ درج کیا ہے جو انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع شدہ ہے۔ نیز واضح ہو کہ کتاب انجام آتھم کے اس عربی مکتوب کا ساتھ ساتھ فارسی ترجمہ ہے۔ اردو ترجمہ نہیں کیا گیا۔ جو جو حوالے اوپر درج کئے ہیں ان سب مقامات میں جہاں بھی "عشیرتی" کا لفظ آیا ہے فارسی ترجمہ میں اس جگہ "قبیلہ" ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کسی ایک جگہ بھی کنبہ کا لفظ نہیں۔ حتیٰ کہ کتاب کے واقف یا کسی باہر کی طرف انجمن اشاعت اسلام والوں نے جو جگہ جگہ خلاصہ مضمون کی عبارتیں اردو میں لکھی ہیں ان میں سے کسی مقام میں بھی کنبہ کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔

ان سب باتوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شذرہ نویس کا دماغ کس نہج پر کام کر رہا ہے!! اللہ تعالیٰ رحم فرمائے!! اور ہمارے ان کھوئے ہوئے بھائیوں کی آنکھیں کھولے جو غفلت کے لحافوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ جولائی ۱۹۶۸ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے اگر ان کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے سان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

منیجر اخبار قادیان

۱۰۲۹ - ایم ابراہیم صاحب
۱۰۲۱ - محمد شمس الحق صاحب
۱۰۲۸ - مولوی مہتاب خاں صاحب
۱۰۸۲ - حافظ صالح محمد الہ دین صاحب
۱۰۹۱ - سید فیروز الدین صاحب
۱۱۲۴ - بابو تاج الدین صاحب
۱۱۵۵ - ایم عبد القادر صاحب
۱۱۹۴ - محمد اسمٰعیل صاحب کنڈریکٹر

۱۲۲۰ - حافظ صالح محمد الہ دین صاحب
۱۲۷۱ - ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب
۱۵۱۰ - عبد الستار صاحب
۱۵۶۹ - شرافت احمد صاحب
۱۵۸۳ - محمد احمد صاحب غوری
۱۶۶۸ - ایم - اے رشید صاحب
۱۸۴۶ - محمد یعقوب خاں صاحب
۱۸۵۶ - الیس، ایم شریف صاحب

وصایا

نوٹ۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت کے بارہ میں کسی شخص کو کوئی اعتراض ہو تو اس کے متعلق مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۷۶۶۔ نعیمہ فاطمہ زوجہ مولوی عبدالحق صاحب فضل قوم عباسی پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی قیمت مع وصیت کردہ سے منہا کی جائیگی (۳) اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کی وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ صرف مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے جو بذمہ خاوند واجب الادا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی ہر ماہ دو روپیہ کے حساب سے کرتی رہوں گی۔

الامۃ نعیمہ فاطمہ

گواہ شد۔ عبدالحق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ شوہر موصیہ — گواہ شد خاکسار محمد یوسف مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۱۷/۴/۶۸

نمبر ۱۳۷۰۰۔ خدیجہ بیگم زوجہ مکرم اے۔ ایم علی محی الدین صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن مدراس ڈاک خانہ و ضلع و صوبہ مدراس۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸/۱۰/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد صرف ۱/۲ پانصد روپیہ مہر ہے جو بذمہ خاوند ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں کوشش کروں گی کہ اس کی ادائیگی جلد کر دوں تبدیلی مقدار جائداد کی اطلاع میں دفتر کو دیا کروں گی۔ جو جائیداد آئندہ پیدا ہو یا بوقت وفات ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامۃ خدیجہ بیگم۔ کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے نائب وکیل المال قادیان نزیل مدراس

پتہ 52 - APPUMUDALIY St. MYLAPUR MADRAS - 4

گواہ شد علی محی الدین صاحب خاوند موصیہ
گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس ۵/۱۲/۶۷

نمبر ۱۳۷۰۴۔ ناصرہ بیگم زوجہ شیخ محمد رفیق صاحب پیشہ خانہ داری عمر اڑتالیس پیدائشی احمدی ساکن مدراس شہر ڈاک خانہ خاص ضلع مدراس۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں منقولہ جائداد ایک ہزار روپیہ مہر ہے جو میرے خاوند نے مجھے دے دیا ہوا ہے اور زیور طلائی چوڑیاں اور گلوبند قیمتی ساڑھے تین ہزار روپیہ ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا ہو یا ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ جائیداد میں تبدیلی ہونے پر اس کی اطلاع میں دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اور کوشش کروں گی کہ بالاقساط حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ و باللہ التوفیق۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین۔

الامۃ ناصرہ بیگم — گواہ شد محمد رفیق عفی عنہ خاوند موصیہ

پتہ 18 - mabayapuri St. Manady Madras - 1

گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس ۱۰/۱/۶۸

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے نائب وکیل المال قادیان نزیل مدراس ۲۸/۱۰/۶۷

نمبر ۱۳۷۰۱۔ اے۔ ایم علی محی الدین ولد مکرم محمد ابراہیم صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر باسٹھ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن مدراس شہر۔ ڈاک خانہ خاص ضلع خاص صوبہ مدراس۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری آمد بذریعہ دلالی سوا دو ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ اور کرایہ ایک حصہ مکان سوا دو ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ میری غیر منقولہ جائیداد ایک مکان ہے جس کا نمبر وغیرہ پتہ میں درج کیا ہے۔ اس کی قیمت اٹھ ہزار روپیہ ہے۔ میں اپنی آمد اور جائیداد مذکورہ بالا کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری جو جائیداد آئندہ پیدا ہو یا بوقت وفات ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ آمد اور جائیداد میں تبدیلی ہو تو اس سے میں دفتر کو مطلع کروں گا۔ میں کوشش کروں گا کہ جائیداد کا حصہ اپنی زندگی میں بالاقساط ادا کر دوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین یا رب العالمین۔

العبد اے۔ ایم علی محی الدین — کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے نائب وکیل المال قادیان۔ نزیل مدراس

پتہ 52 - APPUMMUDALLY St. MYLAPUR MADRAS - 4

گواہ شد محمد رفیق عفی عنہ ۱۲/۱۰/۶۷
گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

نمبر ۱۳۷۲۹۔ نسیمہ خاتون زوجہ شیر علی خان صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال پیدائشی احمدی ساکن سورو ڈاک خانہ خاص ضلع بالاسور اڑیسہ انڈیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۹/۴/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد مہر مبلغ آٹھ سو روپیہ ۸۰۰/- جو بذمہ خاوند ہے۔ اور معمولی زیور قیمتی ایک سو روپیہ ۱۰۰/- ہے۔ جس کے نویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات پر مزید جو جائیداد ثابت ہوگی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ نسیمہ خاتون احمدی۔

گواہ شد سید محمد یونس صاحب عفی عنہ — گواہ شد شیر علی خان خاوند موصیہ
صدر جماعت احمدیہ سورو ۱۹/۴/۶۸

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے وکیل المال نزیل سورو ۱۹/۴/۶۸

کیا تم کہو گے کہ

بابا جاؤ ہم تمہارے کشکول میں بھیک نہیں ڈالتے

(حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ)

انجمن وقف جدید کے مالی سال کو شروع ہوئے چھٹا مہینہ گذر رہا ہے لیکن تا حال چندہ وقف جدید کی مد میں اتنی رقم بھی موصول نہیں ہوئی جس سے کہ وقف جدید کا خرچ پورا ہو سکے اس لئے عہدیداران جماعت سے التماس ہے کہ چندہ عام و حصہ آمد وغیرہ کے ساتھ ساتھ چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے بھی خاص طور سے کوشش کریں تاکہ کسی دوست کے ذمہ بقایا نہ رہ جائے۔ بلکہ وعدہ کی ادائیگی سو فی صدی ہو جائے تاکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں سو فی صدی ادائیگی کرنے والی جماعتوں اور افراد کے نام دعا کے لئے پیش کئے جا سکیں اور وہ دوہرے ثواب کے مستحق بنیں اور اس طرح بار بار یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑے۔

سیدنا حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

"دوران لینے کی وجہ سے تم ایک گداگر اور بھیک منگے کی حیثیت سے تمہارا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا وہ اس فقیر کی طرح مانگنے والا نہیں جس کے متعلق تم حیثیت رکھتے ہو کہ تم اُسے کہو کہ بابا جاؤ ہم تمہارے کشکول میں بھیک نہیں ڈالتے بلکہ وہ آقا ہے اور ایک سچا اور سستا سودا تم سے کرنا چاہتا ہے۔ ..... فرمایا اگر تم بخل کا طریق اختیار کرو گے اس سے تمہارے بخل اور گند بھی ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ تمہارا بخل سے کام لینا بتا رہا ہے کہ تمہارے اپنے بھائیوں کی ضرورتیں پوری کر رہا ہوں گی۔ یا اللہ تعالیٰ کے دین کی ضرورت پوری ہوگی۔ تمہارے وہ بھائی جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر رہے ہیں وہ جہاد کے میدان میں نکلیں گے اور ان مالوں کو خرچ کریں گے۔ یہ محض بخل ہی نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے خدا اور اس کے رسول اور مخلصین کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے تو یہ بخل جو ہے ظاہر کر دے گا۔ تمہارے اس نیچے کو اور تمہاری جو قلبی بیماریاں ہیں ان کے ظاہر کرنے کا ذریعہ بن جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے خلیفۂ وقت کی آواز پر ہر طرح لبیک کہنے کی توفیق بخشے۔ آمین

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضرورت ہے

دفتر ہذا کو انسپکٹر تحریک جدید کے طور پر ایک مخلص نوجوان اور محنتی کارکن کی ضرورت ہے جو کم از کم مولوی فاضل ہو۔ یا اگر میٹرک پاس ہو تو دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو اور ضرورت پڑنے پر تقریر بھی اچھی طرح کر سکتا ہو۔ حساب کتاب رکھنے اور دوسروں کو سمجھانے کا اہل ہو۔ قواعد کے مطابق تنخواہ ۱۵۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں -/۹۰ روپیہ ہوگی۔ اور قادیان میں رہائش کی سہولت بھی حاصل ہوگی۔

خدمت دین کا شوق رکھنے والے نوجوان اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ اور تصدیق امیر صاحب متعلقہ و نقشہ مسنونہ ۳۰ جون ۶۸ء تک بھجوا دیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

م۔ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔ (ازالۂ اوہام ایڈیشن دوم صفحہ ۳۴۶)
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تحریک جدید کے دفتر سوم سے متعلق دو اہم تاریخیں

اور

خدمتِ دین کا نادر موقعہ

۱۔ فیصلہ جات مجلس مشاورت کی تعمیل میں ۳۱ مئی ۱۹۶۸ء تک جملہ جماعتوں کی طرف سے مرکز میں ایسے تمام افراد کی فہرستیں ان کی آمدنی کی تفصیل کے ساتھ پہنچنی ضروری ہیں جو تحریک جدید کے کسی بھی مالی دفتر میں شریک نہیں۔

۲۔ دفتر سوم کے وعدے مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ جون ۱۹۶۸ء ہے۔

امید ہے کہ جملہ عہدیداران اپنی اپنی جماعتوں کی متعلقہ فہرستیں مقررہ تاریخوں میں دفتر ہذا میں بھجوانے اور خدمتِ دین کے اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلہ میں عہدیداران جماعت کو اخبار بدر اور خطوط کے ذریعہ بھی توجہ دلائی جا چکی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ تم ایسے بزرگ بدرہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو۔ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔"

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اسلام کی اخلاقی تعلیم

(بقیہ صفحہ)

اور اسلامی برکات کیلئے بطور نمونہ ٹھہریں گے وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر